مُسلمان کو کافر نہ کہو

تصنیفِ لطیف

حضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمْ ﷺ

اِنتساب

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابو الصالح محمّد فیض احمد اُویسی رضوی غُفِرلَہ اپنے دادا مرشِد شیخ الاِسلام والمسلمین، مُجدّد الملّۃ والدین اعلٰی حضرت شاہ احمد رضا البریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے اِنتساب (احمد رضا البریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام منسوب کرنے) کی سَعادت کرتا ہے کہ جن کے عِلمی فُیوض وبَرکات سے اِس فقیر حقیر کو تَوفیق نصیب ہوئی کہ حق وباطل کا اِمتیاز (فرق) واضح کیا۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

شب جمعرات

۱۲ شوال المکرم ۱۴۲۰ھ، ۲۰ جنوری ۲۰۰۰ء

بہاولپور۔پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللّٰہ العلی الحق المبین والصلوۃ والسلام علی امام الانبیاء والمرسلین

وعلی آلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین

امّابعد! دورِ حاضر میں مسلمانوں کو کافر کہہ دینا ایک مَشغلہ (تماشا) بن گیا ہے کوئی بھی کسی کے مذہب اور اُس کے اپنے مذہب کے خلاف ہو فوراً کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ کافر ہے اور ایسی بیماری میں عوام مبتلا ہوتے تو کوئی حَرَج (نقصان) نہ تھا اِس لئے کہ اُن کا علاج عُلماءِ کرام و مَشائخ عِظام کی نیک تَدابیر (حکمت عملی) اور تقاریر سے ہو سکتا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ اِس وَبائی مرض کا دین کے ٹھیکیدار اور اِسلام کے دَعویدار مذہبی پیشوا شکار ہیں بلکہ نہ صرف چند اَفراد بلکہ پوری جماعتیں بلکہ ایسی جماعتیں جو بینُ الاَقوامی طور پر صرف اور صرف وہی اِسلام کی خُدّام (خادم) ہیں اُن میں سب سے بڑا مرض یہی ہے کہ اپنی جماعت کے سوا باقی تمام اِسلام کے نام لیواؤں کو کافر و مُشرِک سمجھتے ہیں مثلاً قادیانی، مرزائی اور وہابی نجدی وغیرہ وغیرہ۔ فقیر سے عزیزِم محمّد اسلم قادری اُویسی کراچی بابُ المدینہ نے فرمائش کی کہ اِس بیماری کے اِنسداد (بندش) کے لئے ایک تَصْنِیف (کتاب) ضروری ہے فقیر نے چونکہ قبل اَزیں ''التسطیر فی اصول التکفیر'' تیار کر رہا تھا اِسی لئے فقیر کو عزیز کی فرمائش کی تعمیل (عمل درآمد کرنے) میں آسانی ہو گئی اُس کی معمولی ترمیم (تبدیلی) کے آسان نام ''مسلمان کو کافر نہ کہو'' تجویز کر کے اِشاعَت (ایڈیشن / نشر) کے لئے دے دیا۔

وما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد واعلی آلہ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور، ۱۰ شوال المکرم ۱۴۲۰ھ

مسلمان کی شان

حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بے شمار احادیث مبارکہ ہیں جن میں مسلمان کلمہ گو (کلمہ پڑھنے والے) کو جنّتی ہونے کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ صرف دو روایتیں ملاحظہ ہو:

أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ فَمَنْ قَالَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلاَّ بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ[1]

یعنی مجھے حکم ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ کلمۂ اسلام پڑھیں جو کلمۂ اسلام پڑھ لے اُس نے مجھ سے اپنا نَفس و مال بچالیا اور اُس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے۔

فائدہ: کلمہ گو (کلمہ پڑھنے والے) مسلمان کو گویا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی کَفالت (ضمانت) میں لے لیا ہے کل قیامت میں وہ شَفاعت کا حقدار ہے ہاں غلطیوں کا اِرتکاب (گناہ یا جرم) کرتا ہے تو وہ جانے اور اُس کا خدا تعالیٰ۔ مسلم شریف میں اِس طرح کی مُتعدّد روایات ہیں۔

حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ[2]

یعنی جو مر جائے اور جانتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی مَعبود (عبادت کے لائق) نہیں (اور حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) اللہ کے رسول ہیں تو وہ جنّت میں داخل ہو گا۔

فائدہ: اِس روایت نے تو فیصلہ ہی کر دیا کہ کلمۂ اِسلام کی وہ قلبی طور پر (دل سے) تَصدیق کرتا ہو امر اتو سیدھا جنّت میں جائے گا[3] اِس سے اِتنا تو واضح ہوا کہ کلمہ پڑھنے والا اور اُس پر یقین رکھنے والا جنّتی ہے اُسے خواہ مخواہ ڈھکوسلہ بازی (دھوکے بازی) سے یا بلاوجہ اپنے گندے نظریہ کی وجہ سے کافر نہ کہا جائے جیسے آج کل عام عادت بن گئی ہے ہاں وہ واقعی کسی غلط عقیدہ پر جَم (مستحکم) ہو گیا ہے تو پھر اُسے کافر کہنا ضروری ہے نہ کہے گا تو خود کافر ہو جائے گا۔ اِس کی تفصیل آگے آئے گی۔ ان شاء اللہ عزوجل

مسلمانوں کو کافر کہنے کا انجامِ بد

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: إِذَا كَفَّرَ الرَّجُلُ أَخَاهُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا[4]

یعنی جب کسی نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا تو وہ کُفر دونوں میں سے کسی پر ضرور پلٹ کر آئے گا۔

---

1) (صحيح البخاري ،كتاب الجهاد والسير ،باب دعاء النبي صلى الله عليه وسلم الناس إلى الإسلام والنبوة،1078/3،الحديث2786، دار ابن كثير ، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

(صحيح مسلم ،كتاب الإيمان،باب الأمر بقتال الناس حتى يقوله لااله الا الله ،52/1،الحديث20،دار إحياء الكتب العربية)

2) (صحيح مسلم ،كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم يا كافر ،55/1،الحديث26،دار إحياء الكتب العربية)

3) (ہاں اگر وہ مُعتقداتِ اِسلامیہ (جن کو صدق دل سے مانے بغیر آدمی اسلام میں داخل نہیں ہوتا ہے) کا منکر ہے یا کوئی تفریہ وجہ ہے تو علیحدہ بات اس کا یہاں کوئی تعلق نہیں)

4) (صحيح مسلم ،كتاب الإيمان،باب من لقي الله بالإيمان وهو غير شاك فيه دخل الجنة وحرم على النار ،79/1،الحديث60،دار إحياء الكتب العربية)

فائدہ: جسے کافر کہا اگر وہ واقعی کافر ہے تو بَجا(درست) ہے ورنہ وہ کُفر کہنے والے پر پلٹ کر آئے گا۔ جیسا کہ ایک روایت ہے کہ جب اپنے بھائی کو کافر کہا تو دونوں میں سے ایک پر کُفر واجب ہو گیا۔[5] (نووی شرح مسلم)

انتباہ: اِس سے مسلمانوں کو کافر کہنے والے سوچیں کہ جنہیں تم کافر کہہ رہے ہو اگر وہ کافر نہیں بلکہ مسلمان ہیں جب کہ اُن کا ظاہر بھی بتاتا ہے کہ وہ کلمہ گو(کلمہ پڑھنے والے) ہیں اور اِسلام کی ضروریات کے قائِل(ماننے والے) ہیں جن باتوں سے تم اُن کو کافر کہہ رہے ہو وہ خود کو اُس سے بیزار سمجھتے ہیں لیکن تم نے اپنی نفسیاتی ہَوَس پر کافر کہہ دیا تو یقین کرو کہ پھر تم خود کافر ہو گئے پھر جو آخرت میں کافر کا اَنجام برباد ہے تمہارا اَنجام بھی برباد ہو گا مثلاً کسی مسلمان سے اَنبیاء و اَولیاء سے مدد مانگنے کا عقیدہ سُنا تو فوراً فتویٰ جڑ دیا کہ یہ مُشرِک، یہ کافر ہے وغیرہ وغیرہ حالانکہ وہ بار بار اللہ تعالیٰ کی توحید کا اِقرار کرتا ہے اور رِسالَت کی تصدیق کرتا ہے اور مدد سے بھی مُراد وسیلہ لیتا ہے جیسے عام رِواج میں دوسرے سے مدد کا مطلب اُس کے وسیلہ اور ذریعہ وسبب مُراد ہوتا ہے جیسے حاکِم، حکیم اور ڈاکٹر وغیرہ سے مدد طلب کی جاتی ہے وہ یقیناً مسلمان ہے لیکن ظاہر مفتی خواہ مخواہ اُسے مُشرِک کہے گا تو وہ یقین کرلے کہ یہ فتویٰ خود اُس پر لوٹ آئے گا اور کل قیامت میں وہ مسلمان تو بحکمِ حدیثِ مذکور جنّت میں جائے گا لیکن ظالم مفتی اپنے فتویٰ کی وجہ سے بحکمِ حدیثِ بالا جہنم میں جائے گا کہ اپنے فتویٰ کی نحوسَت وہ خود کافر ہو گیا۔ اِس کی مزید تحقیق فقیر کے رسالہ ”کیا سنی مسلمان مُشرِک ہیں؟“ میں پڑھیئے۔

فتوائے کفر میں احتیاط

حدیثِ مذکورہ کے پیشِ نظر عُلمائے اَہلِ سُنّت نے کسی پر کُفر کے فتویٰ دینے میں بہت زیادہ اِحتیاط فرمائی ہے یہاں تک کہ کسی قول میں ۹۹ وُجوہ کُفر پائے جائیں لیکن ایک(01) وجہ اِسلامی موجود ہو تو بھی کُفر کا فتویٰ نہیں دینا چاہیے۔ چند عبارات مُلاحظہ ہوں:

شرح فقہ اکبر میں ہے:

قد ذكروا أن المسألة المتعلقة بالكفر إذا كان لها تسع و تسعون احتمالاً للكفر واحتمال واحد في نفيه فالأولى للمفتي و القاضي أن يعمل بالإحتمال النافي[6]

یعنی فُقہاء نے ذکر فرمایا کہ وہ مسئلہ جو کُفر سے متعلق ہو جب اُس کی نناوے(99) وُجوہ کُفر کا اِحتمال(امکان) رکھتے ہیں صرف ایک وجہ کُفر کی نفی(ردّ) کرتی ہے تو مفتی و قاضی کے لئے اَولیٰ(سب سے مناسب یہ عمل) ہے کہ اُس پر(عمل) کرے جو ایک وجہ کُفر کی نفی کرتی ہے۔

فتاویٰ خلاصہ و جامع الفصولین و محیط و فتاویٰ عالمگیریہ وغیرہا میں ہے کہ

---

[5] (شرح النووي على مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم يا كافر، 2/337، الحديث60، دار الخير، سنة النشر: 1416ھ/1996م)

[6] (منح الروض الازهر شرح الفقه الاكبر مطلب يجب معرفة المكفرات الخ، ص 445، دار البشائر اسلاميه بيروت)

اذا كانت فی المسالة وجوہ توجب التکفیر و وجہ واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی و القاضی ان یمیل الی ذٰلک الوجہ ولا یفتی بکفرہٖ تحسیناً للظن بالمسلم ثم ان کانت نیة القائل الوجہ الذی یمنع التکفیر فھو مسلم وان لم یکن لا ینفعہ حمل المفتی کلامہ علٰی وجہٍ لا یوجب التکفیر [7]

یعنی اگر مسئلہ میں مُتعدّد وُجوہ مُوجِبِ(سبب) کُفر ہوں اورفقط ایک تکفیر (کُفر کا فتوٰی دینے) سے مانع ہو تو مفتی و قاضی پر لازم ہے کہ اُسی وجہ کی طرف مَیلان(توجہ/التفات) کرے اور مسلمان کے بارے میں حُسنِ ظَنّ (اچھا گمان) رکھتے ہوئے اُس کے کُفر کا فتوٰی نہ دے۔ پھر اگر در حقیقت قائِل (کہنے والے) کی نیّت میں وہی وجہ ہے جو تکفیر (کفر کا فتوی لگانے) سے مانع ہے تو وہ مسلمان ہے ورنہ مفتی و قاضی کا کلام کو اِس وجہ پر مَحمول کرنا جو مُوجِبِ تکفیر (کفر کا فتوی لگانے کی وجہ) نہیں ہے قائل (کہنے والے) کو کچھ نفع نہ دے گا۔

اِسی طرح فتاوٰیٰ بزازیہ و بحر الرائق و مجمع الانھر وحدیقہ ندیہ وغیرہا میں ہے۔

تاتار خانیہ و بحر وسل الحسام وتنبیہ الولاۃ وغیرہا میں ہے:

لَا يُكَفَّرُ بِالْمُحْتَمَلِ لِأَنَّ الْكُفْرَ نِهَايَةٌ فِي الْعُقُوبَةِ فَيَسْتَدْعِي نِهَايَةً فِي الْجِنَايَةِ وَمَعَ الِاحتمال لَا نِهَايَةَ [8]

یعنی اِحتمال (شک) کے ہوتے ہوئے تکفیر نہیں کی جائے گی کیونکہ کُفر اِنتہائی سزا ہے جو اِنتہائی جُرم کا مُقتَضِی (تقاضہ کرنے والا) ہے اور اِحتمال کی موجودگی میں اِنتہائی جُرم نہ ہوا۔

بحر الرائق وتنویر الابصار و حدیقہ ندیہ وتنبیہ الولاۃ وسل الحسام وغیرہا میں ہے:

مُحتمل (مشکوک) بات پر کُفر کا فتوٰی نہیں کیونکہ کُفر سزا کی اِنتہائی منزل ہے تو سزا کی جِنایَت بھی اِنتہائی منزل پر ہو اور اِحتمالات (شکوک) کی تو کوئی اِنتہا نہیں۔

وَالَّذِي تَحَرَّرَ أَنَّهُ لَا يُفْتَى بِتَكْفِيرِ مُسْلِمٍ أَمْكَنَ حَمْلُ كَلَامِهِ عَلَى مَحْمَلٍ حَسَنٍ [9]

---

[7] (جامع الفصولین، الفصل الثامن والثلاثون فی مسائل کلمات الکفر، 298/2، اسلامی کتب خانہ کراچی)

(المحیط البرھانی، فصل فی مسائل المرتدین واحکامھم، 550/5، دار احیاء التراث العربی بیروت)

(الفتاوی البزازیة علی ھامش الفتاوی الھندیة، کتاب الفاظ تکون اسلاماً او کفراً، 321/6، نورانی کتب خانہ پشاور)

(الحدیقة الندیة شرح الطریقة المحمدیة والاستخفاف بالشریعة کفر الخ، 302/1، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد)

(الفتاوی التاتار خانیہ کتاب احکام المرتدین، 458/5، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

[8] (البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، 134/5، دار الکتاب الإسلامي)

(الفتاوی التاتار خانیہ، کتاب احکام المرتدین، 459/5، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

(سل الحسام الهندي لنصرة مولانا خالد النقشبندي، تصفح الکتاب، ص316، در سعادت، إسطنبول، 1325ھ 1907م)

[9] (البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، 134/5، دار الکتاب الإسلامي)

(سل الحسام الهندي لنصرة مولانا خالد النقشبندي، تصفح الکتاب، ص316، در سعادت، إسطنبول، 1325ھ 1907م)

(تنبيه الولاة والحکام علی أحکام شاتم خير الأنام أو أحد أصحابه الکرام عليه وعليهم الصلاة والسلام، تصفح الکتاب، ص366، در سعادت، إسطنبول، 1325ھ 1907م)

یعنی خلاصہ تحریر یہ کہ مسلمان پر کُفر کا فتویٰ نہیں اگر اُس کے کلام میں مَحمَل حَسَن پایا جائے۔

انتباہ: یادرہے کہ ایک لفظ کے چند اِحتمال میں کلام ہے نہ کہ ایک شخص کے چند اَقوال میں اگر مخالفین بات کو تحریف (تبدیل) کر دیتے ہیں۔

فائدہ: اِس تحقیق سے یہ بھی روشن ہو گیا کہ بعض فتاویٰ مثل فتاویٰ قاضی خان وغیرہ میں جو اُس شخص پر کہ اللہ و رسول کی گواہی سے نکاح کرے یا کہے: اَرواحِ مَشائخ (مَشائخ کی روحیں) حاضر وواقِف ہیں، یا کہے: ملائکہ (فرشتے) غَیب (پوشیدہ باتیں) جانتے ہیں، بلکہ کہے: مجھے غَیب معلوم ہے حکمِ کُفریات اِس سے مُراد وہی صورتِ کُفریہ مثل اِدِّعائے علمِ ذاتی (علم ذاتی کا دعویٰ) وغیرہ ہے ورنہ اِن اَقوال میں تو ایک چھوڑ مُتعدّد اِحتمال (امکانات) اِسلام کے ہیں کہ یہاں علمِ غیب قطعی یقینی کی تَصریح (وضاحت) نہیں اور علم کا اِطلاق ظَنّ (گمان) پر شائع وذائع (عام/آشکارا) ہے تو علمِ ظَنّی کی شق بھی پیدا ہو کر اِکیس (21) کی جگہ بیالیس (42) اِحتمال نکلیں گے اور اُن میں بہت سے کُفر سے جدا ہوں گے کہ غیب کے علمِ ظَنّی کا اِدِّعاء (دعویٰ کرنا) کُفر نہیں۔

بحر الرائق ورد المختار میں ہے:

اعْلَمْ أَنَّ مَسَائِلَهُمْ هُنَا تَدُلُّ عَلَى أَنَّ مَنْ اسْتَحَلَّ مَا حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى وَجْهِ الظَّنِّ لَا يَكْفُرُ ، وَإِنَّمَا يَكْفُرُ إذَا اعْتَقَدَ الْحَرَامَ حَلَالًا لَا إذَا ظَنَّهُ حَلَالًا أَلَا تَرَى أَنَّهُمْ قَالُوا فِي نِكَاحِ الْمَحْرَمِ لَوْ ظَنَّ الْحِلَّ ، فَإِنَّهُ لَا يُحَدُّ بِالْإِجْمَاعِ وَيُعَزَّرُ كَمَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ وَغَيْرِهَا وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ إنَّهُ يَكْفُرُ وَكَذَا فِي نَظَائِرِهِ وَهُوَ نَظِيرُ مَا ذَكَرَهُ الْقُرْطُبِيُّ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ إنَّ ظَنَّ الْغَيْبِ جَائِزٌ كَظَنِّ الْمُنَجِّمِ ، وَالرَّمَّالِ بِوُقُوعِ شَيْءٍ فِي الْمُسْتَقْبَلِ بِتَجْرِبَةِ أَمْرٍ عَادِيٍّ فَهُوَ ظَنٌّ صَادِقٌ وَالْمَمْنُوعُ هُوَ ادِّعَاءُ عِلْمِ الْغَيْبِ
وَالظَّاهِرُ أَنَّ ادِّعَاءَ ظَنِّ الْغَيْبِ حَرَامٌ وَلَيْسَ بِكُفْرٍ بِخِلَافِ ادِّعَاءِ عِلْمِ الْغَيْبِ[10]

(زاد) أَلَا تَرَى أَنَّهُمْ قَالُوا فِي نِكَاحِ الْمَحْرَمِ لَوْ ظَنَّ الْحِلَّ ، فَإِنَّهُ لَا يُحَدُّ بِالْإِجْمَاعِ وَيُعَزَّرُ كَمَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ وَغَيْرِهَا وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ إنَّهُ يَكْفُرُ وَكَذَا فِي نَظَائِرِهِ[11]

یعنی اُن کے مَسائل سے یہاں معلوم ہوا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کو مَحض (صرف) گمان سے حلال سمجھا تو وہ کافر نہ ہو گا کافر تب ہو گا جب حرام کو حلال اِعتقاد (یقین) کرے اِس کی نَظیر (مثال) وہ ہے جسے قُرطبی نے ذکر کیا کہ غیب کا ظَنّ جائز ہے مثلاً مُنَجِّم (نجومی) و رَمّال (جادوگر) کا ظَنّ کہ وہ مُستقبل (آئندہ زمانے) میں شے کے وُقوع کا محض تجربہ سے دعویٰ کرتا ہے یہ اَمر عادی ہے اور یہ ظَنّ صادق ہے اور ممنوع علمِ غیب کا اِدِّعاء ہے اور ظاہر ہے کہ ظَنِّ غیب کا اِدِّعاء حرام ہے لیکن کُفر نہیں بخلاف اِدِّعاءِ علمِ غیب کے کہ وہ کُفر ہے۔

---

[10] (ردالمحتار، کتاب الحدود، باب الوطء الذي يوجب الحد والذي لا يوجبه، 24/4، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة: الثانية 1386ھ = 1966م)

(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب الحدود، باب وطء امراة محرم له عقد عليها، 17/5، دار الكتاب الإسلامي)

[11] (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب الحدود، باب وطء امراة محرم له عقد عليها، 17/5، دار الكتاب الإسلامي)

(البحرالرائق میں زائد ہے کہ) کیا تم نہیں دیکھتے کہ نکاحِ مَحرَم کے بارے میں مَشائخ نے کہا ہے کہ اگر اُس کو حلال کا ظَنّ تھا تو بالاِجماع حَدّ[12] نہیں لگائی جائیگی بلکہ تعزیر[13] لگائی جائے گی، جیسا کہ **ظهيريه** وغیرہ میں ہے۔ اُس کی تکفیر کا قول کسی نے نہیں کیا، یونہی اُس کی نَظائر (اُس سے مشابہت رکھنے والی مثالوں) میں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مُحققینِ فُقہاء اُس قائل (کہنے والے) کو کافر نہ کہیں گے کہ اگرچہ اُس کی بات کے اکیس (21) پہلوؤں میں بیس (20) کُفر ہیں مگر ایک اِسلام کا بھی ہے اِحتیاط و تحسینِ ظَنّ (اچھے گمان) کے سبب اُس کا کلام اُسی پہلو پر حَمل کرے گا جب تک کہ ثابت نہ ہو کہ اُس نے کوئی پہلوئے کُفر سے کُفر ہی مُراد لیا نہ کہ ایک ملعون کلامِ تکذیب خدا یا تنقیصِ شانِ سیّد الانبیاء ﷺ میں صاف صریح نا قابل تاویل وتوجیہ ہو[14] اور پھر بھی حکمِ کُفر نہ ہو اب تو اُسے کُفر نہ کہنا کُفر کو اِسلام ماننا ہو گا اور جو کُفر کو اِسلام مانے خود کافر ہے، ابھی **شفاء وبزازيه و بحر ونهر و فتاویٰ خيره و مجمع الانهر و درمختار** وغیرہ کُتُبِ مُعتَمدہ پڑھ چکے کہ جو شخص حضورِ اکرم ﷺ کی تنقیصِ شان کرے (حضورِ اکرم ﷺ کی شان گھٹائے) کافر ہے اور جو اُس کے کُفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے مگر یہودی نَش (پیدوار) لوگ فُقہائے کرام پر اِفتراء (جھوٹی باتیں منسوب) کرتے ہیں سَخِیف (تنگ ظرف) اور اُن کے کلام میں تبدیل و تحریف (ردوبدل) کرتے ہیں۔

فائده: اِن دَلائل کے بعد غور فرمایئے کہ عُلمائے کرام باوجود اِن تصریحات کے کہ ایک اِحتمال الاِسلام بھی ماحِیِ کُفر ہے جہاں بکثرت اِحتمالات اِسلام موجود ہیں حکمِ کُفر لگائیں، لاجَرَم (یقیناً) اِس سے مُراد وہی خاص کُفر ہے مثل اِدّعائے علمِ ذاتی وغیرہ ورنہ یہ اَقوال آپ ہی باطل اور ائمۂ کرام کی اپنی ہی تحقیقاتِ عالیہ کے مخالف ہو کر خود ذاہب وزائل (ختم ہونے والے) ہوں گے اِس کی تحقیق **جامع الفصولين وردالمحتار وحاشيه علّامه نوح و ملتقط وحجة وتاتارخانيه ومجمع الانهر و حديقه نديه وسل الحسام** وغیرہا کُتُب میں ہے۔ یہاں صرف ایک حوالہ مُلاحظہ ہو:

جميع ما وقع في كتب الفتاوى من كلمات صرح المصنفون فيها بالجزم بالكفر يكون الكفر فيها محمولاً على إرادة قائلها معنى عللوا به الكفر و إذا لم تكن إرادة قائلها ذلك فلا كفر[15]

کُتُبِ فتاویٰ میں جتنے اَلفاظ پر حکمِ کُفر کیا ہے اُن سے مُراد وہ صورت ہے کہ قائل نے اُن سے پہلوئے کُفر مُراد لیا ہو ورنہ ہرگز کُفر نہیں۔

ازالۂ وهم: اِحتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی اور نہ کوئی بات بھی کُفر نہ رہے مثلاً زید نے کہا "خدا دو ہیں" اُس میں یہ تاویل کی جائے کہ لفظِ خدا سے بحذفِ مُضاف حکمِ خدا مُراد ہے یعنی قضا (تقدیر) دو ہیں، مُبرَم و مُعلَّق جیسے قرآن عظیم میں فرمایا:

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ۔ (پارہ ۱۴، سورۃ النحل، آیت ۱)

ترجمه: اب آتا ہے اللہ کا حکم تو اُس کی جلدی نہ کرو۔

---

12) (شرعی اصطلاح میں حدود ان مقررہ سزاؤں کو کہا جاتا ہے جو خاص امور میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے نتیجے میں دی جاتی ہیں۔)(نوری)

13) (کسی گناہ پر بغرض تادیب (تنبیہ) جو سزا دی جاتی ہے اس کو تعزیر کہتے ہیں۔)(نوری)

14) (اس جملے کا آسان مفہوم یہ ہے: اگر کوئی ایسا برا اور لعنتی کلام کرے جو: اللہ کو جھٹلانے والا ہو، یا نبی اکرم ﷺ کی شان میں بے ادبی یا گستاخی کرے، اور وہ کلام اتنا واضح ہو کہ اس کی کوئی وضاحت یا اچھا مطلب نہ نکالا جا سکے، تو ایسا کلام کرنے والا ملعون اور سزا کا مستحق ہے۔)(نوری)

15) (الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية والاستخفاف بالشريعة كفر الخ، 304/1، مكتبه نوريه رضويه فيصل آباد)

عَمرو کہے: "میں رسول اللہ ہوں" اُس میں یہ تاویل گڑھ لی جائے کہ لُغوی معنی مراد ہیں یعنی خدا نے اُس کی روح بدن میں بھیجی۔ ایسی تاویلیں زِنہار مَسموع (ہر گز سننے کے لائق) نہیں۔

شفاء شریف میں ہے: ادعاء التأویل في لفظ صراح لا یقبل[16]

یعنی صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا۔

شرح شفا قاری میں ہے: وھو مردود عند القواعد الشرعیة[17]

یعنی ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے۔

نسیم الریاض میں ہے: لا یلتفت لمثلہ و یعد ھذیانًا[18]

یعنی ایسی تاویل کی طرف اِلتفات (دھیان) نہ ہوگا اور وہ ہَذیان (بے معنی باتیں) سمجھی جائے گی۔

فتاویٰ خلاصه و فصول عمادیه و جامع الفصولین و فتاویٰ ہندیه وغیرہا میں ہے:

(واللفظ للعمادی) أَنَا رَسُولُ اللّٰہِ أَوْ قَالَ بِالْفَارِسِیَّةِ مِنْ بیغمبرم یُرِیدُ بِهٖ مِنْ بیغام می بَرَم یَکْفُرُ[19]

یعنی (عمادی کے الفاظ ہیں) اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ کا رسول یا پیغمبر کہے اور معنی یہ لے کہ میں پیغام لے جاتا ہوں، قاصد ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا یہ تاویل نہیں سنی جائے گی۔

ہوشیار سنی برادری ہوشیار: فقیر نے دلائل وبَراہین سے واضح کر دیا ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے کی جرأت وہی کر سکتا ہے جسے اپنے انجام بد کا خطرہ وخوف نہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ جس سے صریح کفر موجود ہو اُس کی تاویل اُلٹا اپنے کفر میں اضافہ کے مُترادف ہے بلکہ ایسے بدانجام کی غلطی کی تصدیق تو دور کی بات ہے صرف اُس پر راضی ہونا بھی کفر ہے اگرچہ وہ اَہلِ قبلہ ہونے کے علاوہ دین کا چوٹی کا خادم ہو۔ فقیر یہاں اُسی کے متعلق اَہلِ قبلہ کے کفر کے عنوان سے تحقیق عرض کرتا ہے۔

کفر اَہلِ قبلہ: مُلّا علی قاری کی شرح فقہ اکبر میں ہے:

اعلم ان المراد باھل القبلة الذین اتفقوا علٰی ماھو من ضروریات الدین کحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم اللہ تعالٰی بالکلیات والجزئیات وما اشبه ذٰلک من المسائل المھمات فمن واظب طول عمرہٖ علی الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم

---

16) (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الرابع في تصرف وجوہ الأحکام فیمن تنقصه أو سبه علیه الصلاۃ والسلام، 217/2، مرکز اھل سنت گجرات)

17) (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الرابع في تصرف وجوہ الأحکام فیمن تنقصه أو سبه علیه الصلاۃ والسلام، 396/2، مرکز اھل سنت گجرات)

18) (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الرابع، الباب الاول، 343/4، مرکز اھل سنت گجرات)

19) (الفتاوی الھندیة، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع (منھا ما یتعلق بالإیمان والإسلام)، 263/2، الناشر: المطبعة الکبری الأمیریة ببولاق مصر (وصَوّرتھا دار الفکر بیروت وغیرھا)، الطبعة: الثانیة، 1310 ھ)

العالم اونفی الحشر اونفی علمہ سبحٰنہ بالجزئیات لایکون من اھل القبلة وان المراد بعدم تکفیر احد من اھل القبلة عند اھل السنة انہ لایکفر مالم یوجد شیئ من امارات الکفر وعلاماتہ ولم یصدر عنہ شیئ من موجباتہ[20]

یعنی جان لو کہ اَہلِ قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریاتِ دین میں موافق ہیں جیسے عالَم کا حادِث(غیر قدیم) ہونا، اَجسام کا حَشر(جمع) ہونا، اللہ تعالیٰ کا علم تمام کُلّیات وجُزئیات کو مُحیط ہونا اور جو مُہِم(ضروری) مسئلے اُن کی مانند ہیں تو جو تمام عمر طاعتوں عبادتوں میں رہے اُس کے ساتھ یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ عالَم قدیم ہے یا حشر نہ ہوگا یا اللہ تعالیٰ جُزئیات کو نہیں جانتا وہ اَہلِ قبلہ سے نہیں اور اَہلِ سُنّت کے نزدیک اَہلِ قبلہ میں کسی کو کافر نہ کہنے سے یہ مراد ہے کہ اُسے کافر نہ کہیں گے جب تک اُس میں کفر کی کوئی علامت ونشانی نہ پائی جائے اور کوئی بات مُوجِب(سبب) کفر اُس سے صادر نہ ہو۔

امامِ اجل سیّدی عبدالعزیز بن محمد بخاری حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحقیق شرح اصول حسامی میں فرماتے ہیں:

ان غلافیہ (ای فی ھواہ) حتّٰی وجب اکفّارہ بہٖ لا یعتبر خلافہ ووفاقہ ایضاًلعدم دخولہٖ فی مسمّٰی الامة المشھودلھا بالعصمة وان صلّٰی الی القبلة واعتقد نفسہ مسلمًا لان الامة لیسست عبارۃً من المصلین الی القبلة بل عن المؤمنین وھو کافر وان کان لا یدری انہ کافر۔[21]

یعنی بدمذہب اگر اپنی بدمذہبی میں غَالی(شدت پسند) ہو جس کے سبب اُسے کافر کہنا واجب ہو تو اِجماع میں اُس کی مخالفت و مُوافقت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا کہ خطا سے معصوم ہونے کی شہادت تو اُمّت کے لئے آئی ہے اور وہ اُمّت ہی سے نہیں اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتا اور اپنے آپ کو مسلمان اعتقاد کرتا ہو اِس لئے کہ اُمّت قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والوں کا نام نہیں بلکہ مسلمانوں کا نام ہے اور یہ شخص کافر ہے اگرچہ اپنی جان کو کافر نہ جانے۔

ردالمحتار میں ہے:

لَا خِلَافَ فِي كُفْرِ الْمُخَالِفِ فِي ضَرُورِيَّاتِ الْإِسْلَامِ مِنْ حُدُوثِ الْعَالَمِ وَحَشْرِ الْأَجْسَادِ وَنَفْيِ الْعِلْمِ بِالْجُزْئِيَّاتِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ الْمُوَاظِبِ طُولَ عُمْرِهِ عَلَى الطَّاعَاتِ كَمَا فِي شَرْحِ التَّحْرِيرِ[22]

یعنی ضروریاتِ اسلام سے کسی چیز میں خلاف کرنے والا بالاجماع کافر ہے اگر اَہلِ قبلہ سے ہو اور عمر بھی طاعات میں بَسر کرے جیسا کہ شرح تحریر میں اِمام ابن الہمام میں فرمایا۔

کُتُبِ عقائد وفقہ واُصول اُن تصریحات سے مالا مال ہیں مسئلہ بدیہی ہے مثلاً جو شخص پانچ وقت قبلہ کی طرف نماز پڑھتا اور ایک وقت بُت کو سجدہ کرلیتا ہو، کسی عاقل کے نزدیک مسلمان ہوسکتا ہے؟ حالانکہ اللہ کو جھوٹا کہنا یا محمد رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنا بُت کے سجدے سے کہیں بر تر ہے اگرچہ کفر ہونے میں برابر ہے۔ ''وذٰلک ان الکفر بعضہ اخبث من بعضٍ'' (یعنی اور یہ اِس لئے کہ بعض کفر بعض سے خبیث تر(بدتر) ہے) وجہ یہ ہے کہ بُت کو سجدہ علامتِ تکذیبِ خدا ہے اور علامتِ تکذیب عَین تکذیب کے برابر نہیں ہوسکتی اور سجدہ میں یہ اِحتمالِ عقلی بھی نکل سکتا ہے کہ محض تحیّت ومُجرا(تعظیم

---

[20] (منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر ،عدم جواز تکفیر اھل القبلة ،ص 429، دارالبشائر اسلامیہ بیروت)

[21] (التحقیق شرح السامی باب الاجماع ،ص208، نولکشور لکھنؤ)

[22] (رد المحتار كتاب الصلاة، باب الإمامة ، 561/1، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة: الثانية 1386 هـ = 1966 م)

اور سلام) مقصود ہو نہ عبادت اور محض تحیّت فی نفسہ کفر نہیں لہٰذا اگر مثلاً کسی عالم یا عارف کو تحیّۃً سجدہ کرے تو گنہگار ہو گا کافر نہ ہو گا۔ امثالِ بُت میں شَرع نے مطلقاً حکمِ کفر پر بنائے شِعار خاص کُفّار رکھا ہے بخلاف بد گوئی حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کہ فی نَفسِہ کفر ہے جس میں کوئی اِحتمالِ اسلام نہیں اور میں یہاں اِس فرق پر بِنا نہیں رکھتا کہ ساجدِ صَنم (بت کو سجدہ کرنے والے) کی توبہ باجماعِ اُمّت مقبول ہے مگر سیّدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ ہزار ہا ائمہ دین کے نزدیک اَصلاً قبول نہیں اور اِسی کو ہمارے علمائے حنفیہ سے اِمام بزازی و اِمام مُحَقِّق علی الاطلاق ابن الہمام و علّامہ مولیٰ خسرو صاحبِ دُرَر وغُرَر و علّامہ زین بن نجیم صاحبِ بحر الرائق واشباہ والنظائر و علّامہ عمر بن نجیم صاحبِ نھر الفائق و علّامہ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ غزی صاحبِ تنویر الابصار و علّامہ خیر الدین رملی صاحبِ فتاویٰ خیریہ و علّامہ شیخ زادہ صاحبِ مجمع الانھر و علّامہ مدقق محمد بن علی حصکفی صاحبِ درمختار وغیرہم عمائدِ کبار علیہم رحمۃ اللہ العزیز الغفار نے اختیار فرمایا: " بيد ان تحقيق المسئلة فى الفتاوىٰ الرضوية "(یعنی علاوہ ازیں مسئلہ کی تحقیق فتاوی رضویہ میں ہے۔) اِس لئے کہ عَدمِ قبولِ توبہ صرف حاکمِ اسلام کے یہاں ہے کہ وہ اُس معاملہ میں بعدِ توبہ بھی سزائے موت دے ورنہ اگر توبہ صِدقِ دل سے ہے تو عنداللہ (بارگاہِ خدا میں) مقبول ہے کہیں یہ بد گو اِس مسئلہ کو دستاویز (سند) نہ بنالیں کہ آخر توبہ قبول نہیں پھر کیوں تائِب ہوں؟ نہیں نہیں اِس سے کفر مٹ جائے گا مسلمان ہو جاؤ گے جہنم ابدی سے نجات پاؤ گے اِس قدر پر اِجماع ہے۔ "كما فى ردالمحتار وغيره "(یعنی جیسا کہ ردالمحتار وغیرہ میں ہے۔)

۹۹ کفر کا بہانہ: بعض فرقے کفریہ عبارات صراحۃً لکھ کر خود کو کفر کے فتویٰ سے بچانے کے لئے ۹۹ کفر والے قاعدہ کو پیش کرتے ہیں امام احمد رضا مُحدّثِ بریلوی قُدّسَ سِرّہ ایسے بہانہ خوروں کے لئے فرماتے ہیں کہ اُن کا ایک مکر (دھوکہ) یہ ہے کہ فقہ میں لکھا ہے کہ جس میں ننانوے (۹۹) باتیں کفر کی ہوں اور ایک بات اسلام کی تو اُس کو کافر نہیں کہنا چاہیے۔

جواب: یہ مکرِ خبیث (بدتر دھوکہ) سب مکروں سے بدتر و ضعیف ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص دل میں ایک بار اذان دے یا دو رکعت نماز پڑھ لے اور ننانوے (۹۹) بار بت پوجے سنکھ پھونکے گھنٹی بجائے وہ مسلمان ہے کہ اُس میں ننانوے (۹۹) باتیں کفر کی ہیں تو ایک اسلام کی بھی ہے یہ کافی ہے حالانکہ مومن تو مومن کوئی عاقل اُسے مسلمان نہیں کہہ سکتا۔

جواب: اِس کی رُو سے سوا دہر یے کہ سرے سے خدا کے وجود ہی کا منکر ہو تمام کافر مشرک، مجوس، ہُنود نصاریٰ یہود وغیرہم دنیا بھر کے کُفّار سب کے سب مسلمان ٹھہرے جاتے ہیں کہ اور باتوں کے سہی آخر وجودِ خدا کے تو قائل ہیں ایک یہی بات سب سے بڑھ کر اسلام کی بات بلکہ تمام اسلامی باتوں کی اَصل الاصول ہے خصوصاً کُفّار فلاسفہ و آریہ وغیرہم کہ بِزُعمِ خود (اپنے ہی گمان میں) توحید کے بھی قائل ہیں اور یہود و نصاریٰ تو بڑے بھاری مسلمان ٹھہریں گے کہ توحید کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بہت سے کلاموں اور ہزاروں نبیوں اور قیامت و حشر و حساب و عذاب و جنّت و نار (جہنم) وغیرہ بکثرت اسلامی باتوں کے قائل ہیں۔

جواب: اِس کے ردّ میں قرآن عظیم کی وہ آیتیں کہ اُوپر گزریں کافی و وافی ہیں کہ جن میں با وصف کلمہ گوئی نماز خوانی صرف ایک ایک بات پر حکمِ تکفیر فرمادیا کہیں ارشاد ہوا: وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ ۔ (پارہ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۷۴)

ترجمہ: اور اسلام میں آکر کافر ہوگئے۔

کہیں فرمایا: لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ۔ (پارہ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۶۶)

ترجمہ: بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔

حالانکہ اِس مکرِ خبیث کی بناء پر جب تک ۹۹ سے زیادہ کفر کی باتیں جمع نہ ہو جاتیں صرف ایک کلمہ پر حکمِ کفر صحیح نہ تھا ہاں شاید اُس کا یہ جواب دیں کہ خدا کی غلطی یا جلدبازی تھی کہ اُس نے دائرۂ اسلام کو تنگ کر دیا کلمہ گو یوں، اہلِ قبلہ کو دھکے دے کر صرف ایک ایک لفظ پر اسلام سے نکالا اور پھر زبردستی یہ کہ ''لَا تَعْتَذِرُوْا'' عذر بھی نہ کرنے دیا نہ عذر سننے کا قصد کیا، افسوس ہے خدا نے پیر، نیچریا، ندویہ، لکچریا اُن کے ہم خیال کسی وَسیع الاسلام ریفامر (Reformer) سے مشورہ نہ لیا:

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ۔ (پارہ ۱۲، سورۂ ہود، آیت ۱۸)

ترجمہ: ارے ظالموں پر خدا کی لعنت۔

جواب: اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (پارہ ۱، سورۂ البقرہ، آیت ۸۶،۸۵)

ترجمہ: تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو تو جو تم میں ایسا کرے اُس کا بدلہ کیا ہے مگر یہ کہ دنیا میں رُسوا ہو اور قیامت میں سخت تر عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کَوتکوں (اعمال) سے بے خبر نہیں۔ یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لی تو نہ اُن پر سے عذاب ہلکا اور نہ اُن کی مدد کی جائے۔

فرض کیجئے کہ اگر ہزار باتیں ہوں تو اُن میں سے ہر ایک بات کا ماننا ایک اسلامی عقیدہ ہے اب اگر کوئی شخص ۹۹۹ مانے اور صرف ایک نہ مانے تو قرآن عظیم فرما رہا ہے کہ وہ اُن ۹۹۹ کے ماننے سے مسلمان نہیں بلکہ صرف اُس ایک کے نہ ماننے سے کافر ہے دنیا میں اُس کی رُسوائی ہو گی اور آخرت میں اُس پر سخت عذاب جو اَبد الآباد تک کبھی مَوقوف ہونا کیا معنی ایک آن (لمحہ) کو ہلکا بھی نہ کیا جائے گا نہ کہ ۹۹ کا انکار کرے اور ایک کو مان لے تو مسلمان ٹھہرے یہ مسلمانوں کا عقیدہ نہیں بلکہ بشہادتِ قرآنِ عظیم خود صَریح کفر ہے۔

جواب: اصل بات یہ ہے کہ فُقہائے کرام پر اِن لوگوں نے جتنا اِفترا اُٹھایا (جھوٹی باتیں منسوب کیں) اُنہوں نے ہرگز کہیں ایسا نہیں فرمایا بلکہ اُنہوں بخصلتِ یہود: ''يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ'' (پارہ ۶، سورۂ المائدہ، آیت ۱۳) **ترجمہ:** اُن کے ٹھکانوں سے بدلتے ہیں۔

تحریف تبدیل کرکے کچھ کا کچھ بنا لیا فُقہاء نے یہ نہیں فرمایا کہ جس شخص میں ۹۹ باتیں کفر کی اور ایک اسلام کی ہو وہ مسلمان ہے حاشاللہ (خدا کی پناہ) بلکہ تمام اُمّت کا اِجماع ہے کہ جس میں ننانوے ہزار (۹۹۰۰۰) باتیں اسلام کی اور ایک کفر کی ہو وہ یقیناً قطعاً کافر ہے ۹۹ قطرے گلاب میں ایک بوند پیشاب کا پڑ جائے سب پیشاب ہو جائے گا مگر یہ جاہل کہتے ہیں کہ ننانوے (۹۹) قطرے پیشاب میں ایک بوند گلاب ڈال دو سب طیب طاہر ہو جائے گا حاشا (خدا کی پناہ) کہ فُقہاء تو فُقہاء کوئی ادنیٰ تمیز والا بھی ایسی جہالت بکے بلکہ فُقہائے کرام نے یہ فرمایا ہے کہ جس مسلمان سے کوئی لفظ ایسا صادر ہو جس میں سو (۱۰۰) پہلو نکل سکیں اُن میں ۹۹ پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف تو جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اُس نے خاص کوئی پہلو کفر کا مراد رکھا ہے ہم اُسے کافر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام کا بھی تو ہے کیا معلوم شاید اُس نے یہی پہلو مراد رکھا ہو اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اگر واقعی میں اُس کی مراد کوئی پہلوئے کفر

ہے تو ہماری تاویل سے اُسے فائدہ نہ ہو گا وہ عند اللہ کافر ہی ہو گا۔ اُس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً زید کہے: "عمرو کو علم قطعی یقینی غیب کا ہے۔" اِس کلام میں اتنے پہلو ہیں۔

(۱) عمرو اپنی ذات سے غیب دان ہے یہ صریح کفر و شرک ہے۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ (پارہ ۲۰، سورۂ النمل، آیت ۶۵)

ترجمہ: تم فرماؤ خود غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے مگر اللہ۔

(۲) عمرو آپ تو غیب دان نہیں مگر جن علم غیب رکھتے ہیں اُن کے بتائے سے اُسے غیب کا علم یقینی حاصل ہو جاتا ہے یہ بھی کفر ہے۔

فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۔ (پارہ ۲۲، سورۂ سبا، آیت ۱۴)

ترجمہ: جنوں کی حقیقت کھل گئی اگر غیب جانتے ہوتے تو اِس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے۔

(۳) عَمرو نجومی ہے (۴) رَمّال (نجومی) ہے (۵) سامندرک (ہاتھ دیکھ کے بتانے والا) جانتا ہاتھ دیکھتا ہے (۶) کوے وغیرہ کی آواز (۷) حشرات الارض کے بدن پر گرنے (۸) کسی پرندے یا وحشی چرندے کے داہنے یا بائیں نکل کر جانے (۹) آنکھ یا دیگر اَعضاء کے پھڑکنے سے شگون لیتا ہے (۱۰) پانسہ پھینکتا ہے (۱۱) فال دیکھتا ہے (۱۲) حاضرات (مُردوں کی روحوں کو بلانے کا علم کرتا ہے) میں کسی کو معمولی بنا کر اُس سے اَحوال پوچھتا ہے (۱۳) مسمریزم (Mesmerism) جانتا ہے (۱۴) جادو کی میز (۱۵) روحوں کی تختی سے حال دریافت کرتا ہے (۱۶) قِیافہ دان (جوتش) ہے (۱۷) علم زائچہ [23] سے واقف ہے۔ اِن ذرائع سے اُسے غیب کا علم قطعی یقینی ملتا ہے یہ سب بھی کفر ہیں۔ رسولِ اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

من أتى عرافا أو كاهنا فصدقه فيما يقول ، فقد كفر بما أنزل على محمد صلى الله عليه وسلم [24]

یعنی جو شخص نجومی اور کاہن کے پاس جائے اور اُس کے بیان کو سچا جانے تو اُس نے اُس کا انکار کیا جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ [25]

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے تو وہ قرآن اور دینِ اسلام سے الگ ہو گیا۔

عمرو پر وحی رسالت آتی ہے اُس کے سبب غیب کا علم یقینی پاتا ہے جس طرح رسولوں کا ملتا تھا یہ اَشد کفر ہے۔

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (پارہ ۲۲، سورۂ الاحزاب، آیت ۴۰)

ترجمہ: ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

---

[23] (علم نجوم سے اپنے حال، مستقبل، ماضی یا کسی بھی سوال کا جواب لینے کے لیے جو چارٹ بنایا جاتا ہے اسکو زائچہ کہتے ہیں۔) (نوری)

[24] (المستدرک علی الصحیحین، کتاب الایمان، 154/1، الحدیث 15، دار المعرفة، سنة النشر: 1418ھ/1998م)

[25] (مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابة، مسند ابی ھریرة رضی اللہ عنہ، 408/2، الحدیث 9035، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

(سنن ابی داود کتاب الطب، باب فی الکاھن، 15/4، الحدیث 3904، المکتبة العصریة)

وحی تو نہیں آتی مگر بذریعہ الہام جمیع غُیوب اُس پر مُنکَشِف(ظاہر) ہو گئے ہیں اُس کا علم تمام معلوماتِ الٰہی کو مُحیط ہو گیا یہ یوں کفر ہے کہ اُس نے عَمرو کو علم میں حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ترجیح دے دی کہ حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علم بھی جمیع معلوماتِ الٰہی کو مُحیط نہیں۔

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے: ہمارے دور میں بعض فرقے صرف اپنی جماعت کو مسلمان باقیوں کو کافر و مشرک گردانتے ہیں مثلاً مرزائی قادیانی اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر اولاد البغایا(حرام زادے) کہتے لکھتے ہیں۔ دیکھئے فقیر کا رسالہ ''آئینہ مرزا نما'' اور وہابی دیوبندی تو اِس بیماری میں اتنے بیمار ہیں کہ اُن کا بچہ بچہ مسلمانوں کو مشرک مشرک، کافر کافر کہتے کہتے نہیں تھکتے اُس کے باوجود پھر یہ مسلمانوں پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ کافر یہ کافر وغیرہ یہ اُن کا بہت بڑا حربہ ہے۔ اِمامِ اَہلِ سُنّت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی قُدِّسَ سِرُّہ لکھتے ہیں کہ

راہِ خدا سے روکنا ضرور ناچار عوام مسلمین کو بھڑکانے اور دن دھاڑے اُن پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں کہ عُلمائے اَہلِ سُنّت کے فتویٰ تکفیر کا کیا اعتبار یہ لوگ ذرا ذرا سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں اِن کی مشین میں ہمیشہ کفر ہی کے فتوے چُھپا کرتے ہیں۔ اسمٰعیل دہلوی کو کافر کہہ دیں، مولوی اسحٰق صاحب کو کہہ دیا، مولوی عبد الحیٔ صاحب کو کہہ دیا پھر جن کی حیا اور بڑھی ہوئی ہے وہ اتنا اور ملاتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کو کہہ دیا، شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا، حاجی امداد اللہ صاحب کو کہہ دیا، مولانا شاہ فضل الرحمن کو کہہ دیا پھر جو پورے ہی حد حیاء سے اونچے گزر گئے وہ یہاں تک بڑھتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کہہ دیا غرض جسے جس کا زیادہ مُعتَقَد(عقیدت مند) پایا اُس کے سامنے اُسی کا نام لے لیا کہ اُنہوں نے اُسے کافر کہہ دیا یہاں تک کہ اُن میں سے بعض کے بزرگواروں نے مولانا مولوی شاہ محمد حسین صاحب الٰہ آبادی مرحوم مغفور سے جا کر جڑ دی کہ معاذ اللہ معاذ اللہ معاذ اللہ حضرت سیّدنا شیخ اکبر محی الدین اِبنِ عربی قُدِّسَ سِرُّہ کو کافر کہہ دیا۔ مولانا کو اللہ تعالیٰ جنّت عالیہ عطا فرمائے اُنہوں نے آیۂ کریمہ:

اِنۡ جَآءَکُمۡ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوۡۤا۔ (پارہ۲۶، سورۂ الحجرات، آیت ۶)

ترجمہ: اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو۔

پر عمل فرمایا خط لکھ کر دریافت کیا جس پر یہاں سے رسالہ ''انجاء البری عن وسواس المفتری'' لکھ کر اِرسال ہوا اور مولانا نے مفتی کذّاب پر لاحول شریف کا تحفہ بھیجا غرض ایسے ہی اِفتِرا اُٹھایا(جھوٹ باندھا) کرتے ہیں۔[26] (تمہید الایمان)

مُحَدِّث بریلوی قُدِّسَ سِرُّہ کی احتیاط: اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، شیخ الاسلام والمسلمین، مجدّدِ دین وملّت شاہ احمد رضا مُحَدِّث بریلوی قُدِّسَ سِرُّہ پر الزام ہے کہ آپ فتویٰ کفر میں عُجلت(جلدی) فرماتے ہیں، یہ بالکل غلط ہے اپنی صفائی خود بیان فرماتے ہیں کہ جن کی تکفیر کا اتہام(الزام) علمائے اَہلِ سُنّت پر رکھا اُن میں سب سے زیادہ گنجائش اگر اُن صاحبوں کو ملتی تو اسماعیل دہلوی میں کہ بے شک عُلمائے اَہلِ سُنّت نے اُس کے کلام میں بکثرت کلماتِ کفریہ ثابت کئے اور شائع فرمائے ''اولاً سبحن السبوح عن عیب کذب مقبوح'' دیکھئے کہ بارِ اول(۱۳۰۹ھ) میں لکھنؤ پر ۷۵ وجہ سے لُزومِ کفر ثابت کر کے صفحہ ۹۰ پر حکمِ اَخیر یہی لکھا کہ عُلمائے مُحتاطین(احتیاط کرنے والے علماء) اُنہیں کافر نہ کہیں یہی صَواب(درست) ہے: ''وھو الجواب وبه یفتی

[26] (فتاویٰ رضویہ، رسالہ تمہید الایمان، 30/ 349 تا352، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

وعلیہ الفتویٰ وھو المذھب وعلیہ الاعتماد وفیہ السلامۃ وفیہ السداد''[27]یعنی یہی جواب ہے اور اِسی پر فتویٰ ہو اور یہی ہمارا مذہب اور اِسی پر اعتماد اور اِسی میں سلامتی اور اِسی میں اِستقامت۔

ثانیاً: ''الکوکبۃ الشھابیۃ فی کفریات ابی الوہابیہ''[28] دیکھئے جو خاص اسمٰعیل دہلوی اور اُس کے مُتّبِعین (پیروکاروں) ہی کے رد میں تصنیف ہوا اور بارِ اول شعبان (۱۳۱۶ھ) میں عظیم آباد مَطبع تحفہ حنفیہ میں چَھپا جس میں نُصوص جلیلہ، قرآن مجید واَحادیثِ صحیحہ وتصریحاتِ ائمہ سے بحوالہ صفحات کُتُبِ مُعتمدہ اُس پر ستّر (۷۰) درجہ بلکہ زائد سے لُزومِ کفر ثابت کیا اور بآخر یہی لکھا (صفحہ ۶۲) ہمارے نزدیک مقامِ احتیاط میں اِکفار (یعنی کافر کہنے سے) کَفِّ لِسان (یعنی زبان روکنا) ماخوذ ومختار ومناسب واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

ثالثاً: ''سل السیوف الھندیہ علی کفریات النجدیہ''[29] دیکھئے کہ صفر ۱۳۱۶ھ کو عظیم آباد میں چَھپا اُس میں بھی اسمٰعیل دہلوی اور اُس کے مُتّبِعین (پیروکاروں) پر بوجوہِ قاہرہ (ناقابل انکار وجوہات کی بنیاد پر) لُزومِ کفر کا ثبوت دے کر صفحہ ۲۱، ۲۲ پر لکھا یہ حکم فقہی متعلق بکلمات سفہی تھا مگر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں بے حد برکتیں ہمارے علمائے کرام پر کہ یہ کچھ دیکھتے اس طائفہ کے پیر سے بات بات پر سچے مسلمانوں کی نسبت حکم کفر وشرک سنتے ہیں بااِیں ہمہ (اس کے باوجود) نہ شدتِ غضب دامنِ احتیاط اُن کے ہاتھ سے چُھڑاتی ہے نہ قوتِ انتقام حرکت میں آتی ہے وہ اب تک یہی تحقیق فرما رہے ہیں کہ لزوم والتزام میں فرق ہے اَقوال کا کلمہ ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات ہم احتیاط برتیں گے سُکوت کریں گے جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکمِ کفر جاری کرتے ڈریں گے اھ مختصراً۔

رابعاً: ''ازالۃ العاز بحجر الکرائم عن کلاب النار''[30] دیکھئے کہ بارِ اول ۱۳۱۷ھ کو عظیم آباد میں چَھپا اُس میں صفحہ ۱۰ پر لکھا ہم اِس باب میں قولِ متکلمین اختیار کرتے ہیں اُن میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اُسے کافر نہیں کہتے۔

خامساً: اسمٰعیل دہلوی کو بھی جانے دیجئے یہی دُشنامی لوگ جن کے کفر پر اب فتویٰ دیا ہے جب تک اُن کی صریح دُشناموں پر اطلاع نہ تھی مسئلہ امکانِ کذب کے باعث اُن پر اَٹھتر (۷۸) وجہ سے لُزومِ کفر ثابت کر کے ''سبحان السبوح''[31] میں بالآخر صفحہ ۸۰ طبعِ اوّل پر یہی لکھا کہ حاش اللہ (خدا کی پناہ) حاش اللہ ہزار ہزار بار حاش اللہ میں ہر گز اُن کی تکفیر پسند نہیں کرتا اُن مقتدیوں یعنی مدّعیانِ جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ اُن کی بدعت وضَلالَت میں شک نہیں اور امام الطائفہ (اسمٰعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے اَہلِ "لا الٰہ الا اللہ" کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہِ کفر آفتاب (سورج) سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکمِ اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف مَحمَل بھی باقی نہ رہے۔ "فان الاسلام یعلو ولا یعلی" (یعنی اِس لئے کہ اسلام غالب ہے مغلوب نہیں ہے۔)

---

[27]) (سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح، ص103، دار الاشاعت جامعہ گنج بخش داتا دربار لاھور)

[28]) (الکوکبۃ الشھابیۃ فی کفریات ابی الوھابیۃ، ص62، رضا اکیڈمی بمبئی انڈیا)

[29]) (سل السیوف الھندیۃ علی کفریات بابا النجدیۃ، ص21و22، رضا اکیڈمی بمبئی انڈیا)

[30]) (ازالۃ العار بحجر الکرائم من کلاب النار، ص18، رضا اکیڈمی بمبئی انڈیا)

[31]) (سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح، ص90و91، دار الاشاعت جامعہ گنج بخش داتا دربار لاھور)

مسلمانو مسلمانو! تمہیں اپنا دین وایمان اور روزِ قیامت و حضور بار گاہِ رحمن یاد دلا کر اِستفسار (سوال) ہے کہ جس بندۂ خدا کی دربارہ تکفیر یہ شدید احتیاط یہ جلیل تصریحات اُس پر تکفیر کا اِفترا کتنی بے حیائی کے ساتھ ظلم کتنی گھنونی ناپاک بات مگر محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اور جو کچھ فرماتے قطعاً حق فرماتے ہیں:

إِذَا لَمْ تَسْتَحِي فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ[32]

یعنی جب تجھے حیانہ رہے تو جو چاہے کر۔

بے حیاباش و انچه خواہی کن   یعنی بے حیا ہو جا پھر جو چاہے کر۔

مسلمانو یہ روشن ظاہر، واضح قاہر عبارات تمہارے پیشِ نظر ہیں جنہیں چھپے ہوئے دس دس اور بعض کو سترہ (۱۷) اور تصنیف کو انیس (۱۹) سال ہوئے[33] اُن عبارات کو بغور نظر فرماؤ اور اللہ و رسول ﷺ کے خوف کے سامنے رکھ کر انصاف کرو یہ عبارتیں فقط اُن مُفْتَریوں (بہتان باندھنے والوں) کا افترا ہی رد نہیں کرتیں بلکہ صراحۃً صاف صاف شہادت دے رہی ہیں کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے ہر گز اُن دُشنامیوں (بدگویوں) کو کافر نہ کہا جب تک یقینی قطعی واضح روشن جَلی طور سے اُن کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہو لیا جس میں اصلاً اصلاً ہر گز ہر گز کوئی گنجائش، کوئی تاویل نہ نکل سکی کہ آخر یہ بندۂ خدا وہی تو ہے جو اُن کے اکابر پر ستّر ستّر وجہ سے لُزومِ کفر کا ثبوت دے کر یہی کہتا ہے کہ ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے اہلِ " لا اله الا الله " کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہِ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکمِ اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف مَحْمَل بھی باقی نہ رہے یہ بندۂ خدا وہی تو ہے جو خود اُن دُشنامیوں کی نسبت (جب تک ان کی دُشنامیوں پر اطلاع یقینی نہ ہوئی تھی) اَٹھتّر (۷۸) کی وجہ سے بحکم فُقہائے کرام لُزومِ کفر کا ثبوت دے کر یہی لکھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاش للہ میں ہر گز اُن کی تکفیر پسند نہیں کرتا جب کیا اُن سے کوئی ملاپ تھا اب رنجش ہو گئی جب اُن سے جائید اد کی کوئی شرکت نہ تھی اب پیدا ہوئی حاش للہ مسلمانوں کا علاقۂ محبت و عَداوت صرف محبت و عَداوتِ خدا اور رسول ہے جب تک اُن دُشنام دہوں (بدگویوں) سے دُشنام (بدگوئی) صادر نہ ہوئی یا اللہ و رسول کی جناب میں اُن کی دُشنام نہ دیکھی سنی تھی اُس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا غایت احتیاط (انتہائی) سے کام لیا حتی کہ فُقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح اُن پر کفر لازم تھا مگر احتیاطاً اُن کا ساتھ نہ دیا اور متکلمینِ عِظام کا مسلک اختیار کیا جب صاف صریح انکار ضروریاتِ دین و دُشنام دِہی رب العالمین و سیّد المرسلین ﷺ آنکھ سے دیکھی تو اب بے تکفیر (کفر کا فتویٰ لگائے بغیر) چارہ نہ تھا کہ اکابر ائمہ دین کی تصریح سُن چکے کہ مَنْ شَكَّ فِي عَذَابِهِ وَكُفْرِهِ كَفَرَ[34]

یعنی جو ایسے کے مُعَذَّب (عذاب کا سزاوار) و کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔

اپنا اور اپنے دینی بھائیوں عوام اہلِ اسلام کا ایمان بچانا ضروری تھا لاجَرَم (بلاشبہ) حکم کفر دیا اور شائع کیا۔

وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ (پارہ۱۰،سورۂ التوبہ،آیت ۲۶)

ترجمہ: اور منکروں کی یہی سزا ہے۔

---

[32] (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب إذا لم تستحي فاصنع ما شئت، 2268/5، الحديث5769، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

[33] (اور ان دشنامیوں کی تکفیر تو اب چھ سال یعنی ۱۳۲۰ھ سے ہوئی ہے جب سے المعتمد المستند چھپی۔) (اویسی غفرلہ)

[34] (الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار، كتاب الجهاد، باب المرتد، ص345، دار الكتب العلمية–بيروت، الطبعة: الأولى، 1423 ھ 2002م)

لطیفہ: دیوبندی بغلیں ہانکتے ہوئے اَہلِ سُنّت کو طعنہ دیتے ہیں کہ اسماعیل دہلوی کی کرامت ہے کہ مولانا احمد رضا بریلوی نے سب کو کافر کہہ دیا لیکن اسماعیل کو کافر نہ کہہ سکیں لیکن اُن کا یہ طعنہ پر عوام تو ہار سکتے ہیں مگر اَہلِ علم کے نزدیک اُن کی جہالت وسَفاہت (حماقت) کا بھانڈا چوراہے (چوک) پر پھوٹے گا کیونکہ احمد رضا مُحَدّث بریلوی قُدّس سِرّہ کی فَقاہت کالوہا اُن کے اکابر بھی مانتے ہیں اور یہ امام احمد رضا کی فَقاہت کی زبردست دلیل ہے کہ لُزوم والتزامِ کفر کی مثال قائم فرمائی ہے کہ اسماعیل دہلوی کی عباراتِ کفریہ تو گن سنائیں لیکن اُس پر کفر کا قاعدہ جاری ہوتا تھا اِسی لئے اُس کے کفر کے لَف ولِسان قلم فرمایا (اُس کے کفر کے اظہار کو ختم کردیا) اور دوسروں پر اِلتزامِ کفر کا قاعدہ جاری ہوا اِسی لئے اُن پر نہ صرف آپ (احمد رضا بریلوی) نے کفر کا فتویٰ صادِر فرمایا بلکہ عرب وعجم کے عُلماء و مشائخ نے بھی اُنہیں کافر و مُرتَد اور خارج از اسلام بتایا ملاحظہ ہو "حسام الحرمین" اور "الصوارم الہندیہ"۔

احتیاط کے باوجود کفر کا فتویٰ کیوں؟

امام احمد رضا مُحَدّث بریلوی قُدّس سِرّہ کی احتیاط فتویٰ کفر کے باوجود قادیانی، گنگوہی، نانوتوی پر فتویٰ صادر کرنے پر مجبور ہو گئے بقول مرتضیٰ حسن دربھنگی دیوبندی اگر آپ فتوائے کفر صادر نہ فرماتے تو خود کافر ہو جاتے۔[35] (اشد العذاب)

آپ اپنی مجبوری کی تفصیل خود بتاتے ہیں تمہید الایمان میں لکھتے ہیں کہ اُن لوگوں کی وہ کتابیں جن میں یہ کلماتِ کفریہ ہیں مدّتوں سے اُنہوں نے خود اپنی زندگی میں چھاپ کر شائع کیں اور اُن میں بعض دو دو بار چھپیں مدّتہا مدّت سے عُلمائے اَہلِ سُنّت نے اُن کے ردّ چھاپے، مُواخذے (گرفت) کئے، وہ فتوے جس میں اللہ تعالیٰ کو صاف صاف کاذِب، جھوٹا مانا ہے اور جس کی اصل مہری دستخطی اِس وقت تک محفوظ ہے اور اُس کے فوٹو بھی لئے گئے جن میں ایک فوٹو ایک علمائے حرمَین شریفین کو دکھانے کے لئے مع دیگر کُتُب دُشنامیاں سرکارِ مدینہ طیبہ میں بھی موجود ہے۔ تکذیب خدا کا ناپاک فتویٰ اٹھارہ (۱۸) برس ہوئے ربیع الآخر ۱۳۰۸ھ میں رسالہ "صیان الناس" کے ساتھ مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ میں مع ردّ کے شائع ہو چکا پھر ۱۳۱۸ھ میں مطبع گلزار حسنی بمبئی میں اُس کا اور مُفَصَّل رد چھپا پھر ۱۳۲۰ھ میں پٹنہ عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں اُس کا اور قاہر رد چھپا اور فتویٰ دینے والا جمادی الآخر ۱۳۲۳ھ میں مرا اور مرتے دم تک ساکت (خاموش) رہا نہ یہ کہا کہ وہ فتویٰ میرا نہیں حالانکہ خود چھاپی ہوئی کتابوں سے فتویٰ کا انکار کر دینا سَہل (آسان) تھا نہ یہی بتایا کہ مطلب وہ نہیں جو علمائے اَہلِ سُنّت بتا رہے ہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ نہ کفرِ صریح کی نسبت کوئی سہل بات تھی جس پر اِلتفات نہ کیا زید سے اُس کا ایک مہری فتویٰ اور اُس کی زندگی و تندرستی میں علانیہ نقل کیا جائے اور وہ قطعاً یقیناً صریح کفر ہو اور سالہا سال اُس کی اشاعت ہوتی رہے لوگ اُس کا رد چھاپا کریں زید کو اُس کی بناء پر کافر بتایا کریں زید اُس کے بعد پندرہ (۱۵) برس زندہ رہے اور یہ سب کچھ دیکھے سنے اور اُس فتویٰ کی اپنی طرف نسبت سے انکار اصلاً شائع نہ کرے بلکہ دم سادھے رہے یہاں تک کہ دم نکل جائے کیا کوئی عاقل گمان کر سکتا ہے کہ اِس نسبت سے اُسے انکار تھا یا اُس کا مطلب کچھ اور، اور اُن میں سے جو زندہ ہیں آج کے دم تک ساکت (خاموش) ہیں نہ اپنی چھاپی کتابوں سے منکر ہو سکتے ہیں نہ اپنی دُشنامیوں کا اور مطلب گڑھ سکتے ہیں۔ ۱۳۲۰ھ میں اُن کے تمام کفریات کا مجموعہ یکجائی رد شائع ہوا پھر اُن دُشناموں کے متعلق کچھ عمائدِ مسلمین علمی سوالات اُن کے سَرغَنہ (سربراہ) کے پاس لے گئے سوالوں پر جو حالتِ سَراسیمگی (پریشانی) بے حد

---

[35] (اشد العذاب از مرتضیٰ حسن دیوبندی، ص13، مجتبائی جدید، دھلی، ہند)

پیدا ہوئی دیکھنے والوں سے اُس کی کیفیت پوچھی مگر اُس وقت نہ اُن تحریرات سے انکار ہو سکا نہ کوئی گھڑنے پر قدرت پائی بلکہ کہا تو یہ کہا کہ میں مُباحثہ کے واسطے نہیں آیا نہ مُباحثہ چاہتا ہوں۔[36] (تمہید الایمان صفحہ ۲۴،۲۵)

وھی رفتار بے ڈھنگی: حقیقت بھی یہی ہے کہ جو اوپر مذکور ہوئی کہ امام احمد رضا مُحدّث بریلوی قُدّس سِرّہ نے اُنہیں بار بار آگاہ فرمایا اور رجسٹریاں کیں (قانونی دستاویزات بنوائیں) بالمشافہ گفتگو کے لئے نمائندے بھیجے لیکن قائلین اپنی عبارت کو حق اور صحیح بتاتے رہے اور آج بھی تجربہ کر لیں کہ اُن کے اَصاغِر سے مطالبہ کریں کہ اپنے اکابر کی عباراتِ کفریہ کو یا تو اسلامی ثابت کریں یا اُنہیں کفریہ تسلیم کر کے قائلین سے بیزاری کا اظہار کریں لیکن اُن کے بعض تو ایسے ضد کے پکے کہ اِدھر اُدھر کی بات کر کے اُن کفریہ عبارات کو اسلامی بنانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں اور بعض اُنہیں کفریہ تو مانتے ہیں لیکن اُنہیں بدستور اپنے اکابر سمجھتے ہیں اِسے کہتے ہیں: ''رضا الکفر کفر'' اِسی لئے اَہلِ سُنّت اُن سے بیزار ہیں اور اُن کے پیچھے نماز پڑھنے کو حرام سمجھتے ہیں وہ اُنہیں بھی اُن کے اکابر کی طرح مُرتد اور خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ''دیوبندی بریلوی فرق'' اور غزالیٔ زماں قُدّس سِرّہ کی تصنیف لطیف ''الحق المبین'' اور علّامہ مولانا غلام مہر علی مدظلہ العالی کی کتاب ''دیوبندی مذہب'' وغیرہ وغیرہ۔

قواعد فقیھه

قاعدہ نمبر ۱:

ہماری مذکورہ بالا تقریر سے ثابت ہوا کہ کسی سے کُفر لاشعوری سے سرزَد ہوا تو یہ لُزومِ کفر ہے اِس سے قائل کافر نہ ہو گا جب اُسے آگاہ کیا جائے وہ اُس سے توبہ و رُجوع کرے تو الحمد للہ ورنہ اُس پر اُس کا اِصرار ہو تو یہ التزامِ کفر ہو گیا جیسے اوپر مذکور ہوا کہ اسماعیل دہلوی کے لئے لُزومِ کفر ہے اور دوسرے قائلین قادیانی، گنگوہی، انبیٹھوی، نانوتوی، تھانوی کے لئے اِلتزام کفر۔

قاعدہ نمبر ۲:

لُزومِ کفر معاف ہے لیکن اِلتزامِ کفر معاف نہیں۔

قاعدہ نمبر ۳:

لُزومِ کفر عام کفریہ عبارات کے لئے معاف ہے لیکن حضور اکرم ﷺ کے لئے لُزومِ کفر بھی معاف نہیں، سزا ہے اور عذاب اُس کی تفصیل آئے گی ۔ان شاءاللہ عزوجل

قاعدہ نمبر ۴:

نبی پاک ﷺ کے بارے میں سخت نزاکت ہے کہ یہاں معمولی سی بے ادبی و گستاخی کفر تک پہنچا دیتی ہے لیکن بے ادب و گستاخ فرقے حضور اکرم ﷺ کے معاملات عامیانہ (معمولی) سمجھتے ہیں اِسی لئے وہ گستاخی و بے ادبی میں بے باک ہیں۔

سوال: اعلیٰ حضرت قُدّس سِرّہ کہتے ہیں جس عبارت اور تحریر کا مُتَبادِر مفہوم (اولین تصور) بارگاہِ رسالت کی توہین اور گستاخی ہو وہ کفریہ اور اُس کا لکھنے والا کافر قرار پائے گا اور اِس سلسلے میں لکھنے والے کی نیّت اور ارادے کا کچھ اعتبار نہ ہو گا کہ اُس نے یہ عبارت توہین کی نیّت سے لکھی تھی یا نہیں تو اب ہمارا سوال یہ

---

[36] (فتاویٰ رضویہ، رسالہ تمہید الایمان، 30/ 349 تا 352، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

ہے کہ اگر کسی کی نیّت اور ارادے کا اِس معاملہ میں کچھ اعتبار ہی نہیں ہے کہ خواہ وہ جس ارادے سے بھی لکھے عبارت کے ظاہری مفہوم کی بناء پر لکھنے والا بہر صورت کافر ہی قرار پاتا ہے تو پھر ہمارے فقہائے کرام نے لُزومِ کفر اور التزامِ کفر میں تفریق (تقسیم) کیوں فرمائی ہے اور وہ حضرات یہ کیوں لکھ گئے ہیں کہ لُزومِ کفر، کفر نہیں البتہ التزامِ کفر ہے اور التزامِ کفر تو یہی ہے کہ نَص کے مدلول کو نَص کا مدلول سمجھتے ہوئے اور حکمِ شرعی کو حکمِ شرعی جانتے ہوئے یونہی اپنے الفاظ یا عبارت اور تحریر کا یہ مفہوم جانتے اور سمجھتے ہوئے کہ اِس سے بار گاہِ اُحدیّت یا بار گاہِ رسالت کی توہین اور گستاخی ہوتی ہے عمداً اور قصداً اُس کو لکھے یا اُن الفاظ کو بولے جبکہ علمائے دیوبند نے توہینِ رسالت کی نیّت سے قصداً تو اُن کو نہیں لکھا تھا۔

جواب: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے جو کچھ لکھا ہے وہی حق اور صحیح یہی ہے کہ اگر کسی تحریر اور عبارت کا متبادر اور ظاہری مفہوم بار گاہِ رسالت کی معاذ اللہ گستاخی اور توہین ہو تو لکھنے والے نے چاہے اُس کو جس ارادے سے بھی لکھا ہو وہ عباراتِ کفری اور اُس کا لکھنے والا کافر ہی قرار پائے گا اور فُقہائے کرام کے لکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اُخروی لحاظ سے اور عند اللہ ایسا شخص جس نے وہ عبارت توہین کی نیّت سے نہیں لکھی تھی کافر ہو گا یا نہ ہو گا یہ معاملہ تو اللہ تعالیٰ کے سپُرد (حوالے) ہے لیکن ظاہرِ شَرع کے لحاظ سے بلاشبہ کافر ہی قرار دیا جائے گا ورنہ تو دنیا میں کسی بھی کلمہ گو مسلمان پر کفر کا حکم نہیں لگایا جاسکے گا خواہ وہ کتنے ہی کفریات بکتا پھرے اور پھر جب باز پُرس (پوچھ گچھ) کی جائے تو اپنی گستاخیوں اور اپنے کفریات کی خلافِ ظاہر تاویلیں کرنے لگے جیسے اُس کی تفصیل گذشتہ اَوراق (صفحات) میں گزری ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ لُزوم والتزام کا فرق اُخروی لحاظ سے اور ظاہری اعتبار ہر گز نہیں ہے۔ دیکھئے خود دیوبند کا قطب مولوی رشید احمد گنگوہی یہی لکھتا ہے "جو الفاظ موہمِ تحقیر شانِ رسالت ہوں[37] اگرچہ کہنے والے نے نیّت حقارت کی نہ کی ہو مگر اُن سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔"[38]

(لطائف رشیدیہ صفحہ ۲۲)

فائدہ: خود ان کے اپنے قول کے مطابق کسی تحریر سے اگر توہین رسالت کا وہم بھی پیدا ہو جائے تب بھی لکھنے والا کافر ہو جاتا ہے چہ جائیکہ اس عبارت کا ظاہری اور متبادر مفہوم توہین ہی ہو۔

سوال: علماءِ دیوبند کی جو عبارات کفری قرار دی جاتی ہیں اور ان کی بناء پر فضلاءِ دیوبند پر کفر کا فتویٰ لگایا جاتا ہے اور ان کو کافر کہا جاتا ہے ان سے فضلاءِ دیوبند کا کفر ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ علماءِ دیوبند نے ان عبارات سے کفری پہلو کا ارادہ کر کے ان کو نہیں لکھا تھا بلکہ ان کے اسلامی پہلو کے ارادے اور نیّت سے ان کو قلمبند کیا تھا تو ایسے میں ان معہودہ اور متنازعہ عبارات سے ان کے لکھنے والوں کا کفر ثابت نہیں ہوتا کیونکہ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ "لُزومِ کفر کفر نہیں بلکہ التزام کفر کفر ہے" اور ان علماءِ دیوبند نے جن کی یہ عبارات پیش کی جاتی ہیں ان عبارات سے کفر کا یعنی ان کے کفری پہلو کا التزام نہیں کیا تھا تو پھر ان عبارات کی وجہ سے ان کو کافر کہنا درست نہیں ہے۔

جواب قاعدہ اسلامیہ:

---

[37] (وہ الفاظ جو حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت اور مقام کے خلاف حقارت یا توہین کا اشارہ دیتے ہوں۔)(نوری)

[38] (لطائف رِشیدیہ از رشید احمد گنگوہی، ص22، مطبوعہ ساڈھورہ، 1318ھ)

کسی قول یا عبارت و تحریر میں احتمال وہ معتبر ہوتا ہے جس کی وہاں گنجائش ہو اور کسی صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی اور اگر ہر عبارت میں اسلامی پہلو نکال لیا اور معتبر کر لیا جائے تو پھر جہاں میں کسی بھی نام نہاد مسلمان کی کوئی بات اور قول عبارت و تحریر کفر نہ رہے اس کی تفصیل گذشتہ اوراق میں گذری ہے۔

خلاصہ یہ کہ التزامِ کفر کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کلام کے کفری پہلو اور کفری معنوں کا ارادہ اور نیّت کر کے اس کلام کو بولے یا لکھے اب ظاہر ہے کہ کسی کی نیّت کا علم تو ہو نہیں سکتا تو چاہے کسی نے اس کفری پہلو سے ہی وہ کلام لکھا یا بولا ہو لیکن اب جب کہ اس کی گرفت ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ میں نے تو اس کلام و عبارت سے اسلامی اور صحیح معنوں کا اور ایک جائز پہلو کا ارادہ کیا تھا اب سوچ لیجئے کہ ایسی صورت میں کیا کریں گے سوا اگر اس کی نیّت پر شبہ ظاہر کر کے اس کے کلام کو کفری قرار دے کر اُس کو کافر قرار دیں تو وہ کہہ سکتا ہے کہ میری نیّت کا علم تو علّام الغیوب کو ہے آپ کو تو نہیں اور اگر اُس کی بات کا اعتبار کر کے کہ میں نے اُس عبارت سے کفری پہلو کا اِلتزام و ارادہ نہیں کیا تھا اُس کو مسلمان ہی سمجھتے رہیں تو پھر ایسے میں دنیا کے کسی بھی نام نہاد مسلمان اور بظاہر کلمہ گو بباطن منافق و کافر کو آپ کافر نہیں کہہ سکیں گے تو اِس میں صرف علماءِ دیوبند کی ہی تخصیص نہیں ہو سکتی بلکہ یہ بچاؤ کی تدبیر ہر منکر و منافق و کافر پر لاگو ہو گی جو بظاہر مسلمان و کلمہ گو ہو۔

قاعدہ: رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس سے گستاخی کے کفر کے حکم کا دارومدار ظاہر پر ہے قصد و نیّت پر نہیں اُسے تفصیل سے ہمارے اکابر نے بیان فرمایا اور مخالفین کے مُحَدّثِ اعظم مولوی انور شاہ صاحب کشمیری دیوبندی نے اپنی کتاب "اکفار الملحدین" صفحہ ۳۷ میں لکھا کہ

إذ المدار في الحكم بالكفر على الظواهر، ولا نظر للمقصود، والنيات، ولا نظر لقرائن حاله [39]

یعنی کفر کے حکم کا دارومدار ظاہر پر ہے قصد و نیّت اور قرائنِ حال پر نہیں۔

فائدہ: ثابت ہوا کہ کسی عبارت و تحریر میں اِلتزامِ کفر نہ ہونے کی بات کسی ایسے کلام کے قائل کو جو بظاہر کفری ہی ہو کفر سے نہیں بچا سکتی اور خود اُس کے پیروؤں کے یہ کہنے کے باوجود کہ میں نے یا ہمارے شیخ نے اُس کلام سے کفر کا التزام نہیں کیا تھا اُس کلام کے قائل یا تحریر کنندہ (لکھنے والے) کو بلاشبہ کافر ہی کہا جائے گا اور اُس کی کوئی تاویل نہیں سنی جائے گی۔

نیز انور شاہ کے کلامِ مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسا کلام جو بظاہر کفری ہو اُس کے متکلم کے ظاہری حالات، اُس کی بڑائی و عزّت، وَجاہت و مَنصب، دنیاوی شُہرت اُس کے علم کا چرچا، اُس کے مُتّبِعین (پیروکاروں) و مُریدین اور شاگردوں کی کثرت، اُس کے حلقۂ اتّباع کی وُسعت اُس کو کفر سے نہیں بچا سکے گی اور اِن باتوں کے باوجود اُس کو کافر ہی کہا جائے گی جیسا کہ انور شاہ کے الفاظ " ولا نظر لقرائن حاله " سے معلوم ہوا "فافهم وتدبره" اور اِسی اکفار الملحدین میں ہے: وقد ذكر العلماء أن التهور في عرض الأنبياء وإن لم يقصد السب كفر [40] (اکفار الملحدین" صفحہ ۸۶)

یعنی عُلماء نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان میں جرأت و دلیری کفر ہے اگرچہ (کلام کے قائل اور عبارت کے تحریر کنندہ کا) مقصود توہین نہ ہو۔

---

39) (إكفار الملحدين في ضروريات الدين للكشميري، خاتمة، ص 91، المجلس العلمي – باكستان، الطبعة: الثالثة 1424هـ 2004م)

40) (إكفار الملحدين في ضروريات الدين للكشميري، ومما قلت فيه، ص108، المجلس العلمي – باكستان، الطبعة: الثالثة 1424هـ 2004م)

خلاصۂ کلام یہ کہ حضورِ اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی آمیز کلمات بولتے وقت نیّت کا اعتبار نہ ہوگا اور کلمہ توہین بہر صورت توہین ہی قرار پائے گی بشرطیکہ قائل کو یہ علم ہو جائے کہ یہ کلمہ کلمۂ توہین ہے یا یہ کلمہ توہین کا سبب ہو سکتا ہے تو ایسی صورت میں بغیر نیّت توہین کے بھی اُس کلمے کا بولنا یقیناً مُوجبِ توہین ہوگا مثلاً صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کو بہ نیّتِ تعظیم ''رَاعِنَا'' کہہ کر خطاب کیا کرتے تھے لیکن یہودی چونکہ اِس کلمہ کو حضور کے حق میں بہ نیّتِ توہین استعمال کرتے تھے ''یا'' کے تصرف سے اِس کو کلمۂ توہین بنا لیتے تھے اِس لے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو ''رَاعِنَا'' کہنے سے منع کر دیا اور اُس حکم کے بعد اِس کلمہ کا حضور ﷺ کے حق میں بولنا توہین اور مُوجبِ عذابِ الیم قرار دے دیا۔ معلوم ہوا کہ اَبنائے زمانہ (اہل دنیا) کی رکیک تاویلوں (کھوکھلے استدلال) سے ساختِ نبوّت بہت بلند و بالا ہے اور مُؤولین کی مَن گھڑت تاویلات اُن کو توہین کے جرمِ عظیم سے بچا نہیں سکتیں جیسا کہ ہم اِس سے پہلے مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی کی تصریحات کے اِسی اعتراض کے جواب میں نقل کر چکے ہیں۔

سوال: جب منقولہ عبارات خُدّامِ اسلام کی ہیں تو اُن پر کفر کا فتویٰ کیسا جو ایک خلافِ واقعہ معاملہ ہے۔

جواب: فتویٰ کفر کا تعلق الفاظ و عبارات سے ہوتا ہے بسا اوقات کسی واقعہ کو اِجمال کے ساتھ کہنا مُوجبِ کفر نہیں ہوتا لیکن اُسی امر واقعہ میں بعض تفصیلات کا آجانا کفر کا سبب ہو جاتا ہے اگرچہ اُن تفصیلات کا بیان واقعہ کے مطابق بھی کیوں نہ ہو۔ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مطبوعہ مجتبائی صفحہ ۶۴ میں لکھتے ہیں کہ عالَم میں کوئی شے ایسی نہیں جس کے ارادہ الٰہیہ مُتَعَلَّق نہ ہو اور اِس بناء پر اگر یہ کہہ دیا جائے کہ تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی مراد یعنی ارادہ کی ہوئی ہے تو اُس میں کوئی توہین نہیں لیکن اگر اُسی واقعہ کو تفصیل سے کہا جائے کہ ظلم، چوری، شراب خوری اللہ تعالیٰ کی مراد ہے تو اگرچہ یہ کلام واقعہ کے مطابق ہے لیکن ظلم و فِسق وغیرہ کی تفصیلات آجانے کے باعث خلافِ ادب اور توہین آمیز ہو گیا اِسی طرح بدلیل آیۃِ قرآنیہ ''اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ'' یہ کہنا بالکل جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے لیکن ''اللّٰه خالق القاذورت'' وغیرھا اور اللہ تعالیٰ گندگیوں اور دوسری بری چیزوں کو پیدا کرنا والا ہے کہنا جائز نہیں کہ ذلیل اور رَذیل (خبیث) اشیاء کی تفصیل اِبہامِ کفر کی وجہ سے یقیناً مُوجبِ توہین ہے۔ (ملخصًا)

دیکھئے اجمالاً ''خَالِقُ كُلِّ'' کہنا کوئی کفر نہیں لیکن جب ''خالق الكِلابِ والخِنزيرِ'' کہا جائے تو کفر ہے اور مولوی اشرف علی تھانوی نے بوادر النوادر میں بھی یہی لکھا ہے:

> ''اِسی لئے حق تعالیٰ کو ''اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ'' کہنا درست ہے اور ''خالق الكلاب والخنزير'' (کتوں اور سوروں) کا خالق کہنا بے ادبی ہے۔''[41] (بوادر النوادر صفحہ ۲۰۹)

سوال: جن فرقوں کی تم نے کفریہ عبارات نقل کی ہیں وہ دین کے بڑے خادم ہیں اپنے ملک کے علاوہ غیر ممالک میں اُن کی ایسی خدمات ہیں کہ اُن کی دینی خدمات کا اعتراف غیر مسلموں کو بھی ہے مثلاً سر سیّد کو دیکھئے کتنی بہترین خدماتِ اسلامیہ سرانجام دے گئے ایسے ہی مودودی ملک و ملت کا خادم تھا اور علمائے دیوبند ہر شعبہ اسلامی کی خدمات پر ہر وقت کمربستہ ہیں، مرزا قادیانی اور اُس کی جماعت کی بھی خدمت ہے۔

---

[41] (بوادر النوادر از اشرف علی تھانوی، تینتیسویں حکمۃ عموم قدرت واجبہ صدق وکذب را، باہتمام محمد زکی ناظم مکتبہ اشرف العلوم، شعبہ دارالاشاعۃ دیوبند، ص209، کمال پرنٹنگ پریس دہلی)

جواب: یہ ایک سطحی خیال ہے جو حقیقت کے خلاف ہے بَلعَم باعُورا کتنا بڑا عابد وزاہد اور مُستجاب الدَّعوات تھا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت اور اُن کی اِہانت(توہین) کا مُرتکب ہو کر ''وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ ''[42] کا مِصداق(مظہر) بن گیا اور ہمیشہ کے لئے قَعْرِ مَذَلّت(ذلت کے گڑھے) میں گر گیا۔ شیطان کا عابد وزاہد اور عالم وعارف ہونا سب کو معلوم ہے جب اُس نے حضرت آدم علیہ السلام کی توہین کی تو راندۂ درگاہ(مردود) ہو گیا دوسروں کے لئے توہینِ رسول کا ارتکاب کیونکر ناممکن قرار پا سکتا ہے ایسے لوگوں کو عام چھٹی ہو تو پھر دین کا خدا حافظ۔

ہاں اسلامی خدمات خوب ہیں لیکن خوارِج ومُعتزلہ اور دیگر فرقۂ باطلہ کے علمی اور عملی کارنامے سے کم اگر تاریخ کی روشنی میں دیکھنے جائیں تو اِس زمانہ کے حضرات مذکورین سے اُن کے علم وعمل کا پلّہ کہیں بھاری تھا اُن کی مَزعومہ(ناقابلِ اعتبار) دینی خدمات، تدریس وتبلیغ تصنیف وتالیف کے مقابلے میں دورِ حاضر کی خدمات اور کارگزاریاں(سرگرمیاں) ذرہ بے مقدار کی حیثیت بھی نہیں رکھتیں لیکن اُن کے یہ تمام علمی اور عملی کارنامے اُن کو قعرِ ضَلالت(گمراہی کے گھڑے) سے بچا نہ سکے نیز خدمت وحمایتِ دین تو اُس کے لئے ضروری نہیں کہ اَہلِ حق ہی کے ذریعہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی تائید نافرمانوں اور فاجروں سے بھی کرا لیتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ [43]

یعنی اللہ تعالیٰ بعض اَوقات اسلام کو بدکار آدمی کے کام سے بھی مدد دیتا ہے۔

لہٰذا اِعانت وحمایتِ دین اور ظاہری علم وعمل کے پائے جانے سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ ایسے لوگ فی الواقع اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ اور محبوب ہوں۔ آیاتِ قرآنی اور اَحادیثِ مبارکہ میں ایسے لوگوں کی تصریحات موجود ہیں جنہوں نے اسلام کے نمایاں کارنامے سرانجام دیئے لیکن اُن کے لئے جہنم رسید ہونے کی بھی نوید سنائی گئی۔ قرآنی نُصوص منافقین کے متعلق ہیں حالانکہ وہ غریب ہمارے دور کے خُدّامِ اسلام سے دو قدم بلکہ ہزاروں مراحل آگے تھے۔(تفصیل دیکھنی مطلوب ہو تو فقیر کی تفسیر ''احسن التحریر'' دیکھئے۔)

مثال کے طور پر اِس جواب کو لاہور کے ایک مولوی کی زبانی سمجھئے مولوی احمد علی دیوبندی نے اپنے رسالہ ''حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب'' کے صفحہ ۸۱،۸۰ میں مودودیوں کے ایک سوال کے جواب میں لکھا کہ

> ''اگر دس سیر دودھ کسی کھلے منہ والے دیگچے میں ڈال دیا جائے اور اُس دیگچے کے منہ پر ایک لکڑی رکھ کر ایک دھاگہ میں خنزیر کی ایک بوٹی ایک تولہ کی اُس لکڑی میں باندھ کر دودھ میں لٹکا دی جائے پھر کسی مسلمان کو اُس دودھ میں سے پلایا جائے، وہ کہے گا کہ میں اُس دودھ سے ہرگز نہیں پیوں گا۔ کیونکہ سب حرام ہو گیا ہے۔
>
> پلانے والا کہے کہ بھائی دس سیر دودھ کے آٹھ سو تولے ہوتے ہیں۔ آپ فقط اِس بوٹی کو کیوں دیکھتے ہیں دیکھئے اِس بوٹی کے آگے پیچھے، دائیں بائیں اور اِس کے نیچے چار انچ کی گہرائی میں دودھ ہی دودھ ہے۔ وہ

---

[42]) الاعراف:176 ترجمہ: مگر وہ تو زمین پکڑ گیا۔

[43]) (صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب إن الله يؤيد الدين بالرجل الفاجر، 1115/3، الحديث 2897، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

مسلمان یہی کہے گا کہ یہ سارا دودھ خنزیر کی ایک بوٹی کے باعث حرام ہوگیا ہے۔ یہی قصہ مودودی صاحب کی عبارتوں کا ہے جب مسلمان مودودی صاحب کا یہ لفظ پڑھے گا کہ خانہ کعبہ کے ہر طرف جہالت اور گندگی ہے۔

اُس کے بعد مودودی صاحب ہزار تعریف کریں مگر جب تک مودودی صاحب اُس فقرہ سے توبہ کرکے اعلان نہیں کریں گے مسلمان کبھی راضی نہیں ہوں گے۔ جب تک کہ یہ خنزیر کی بوٹی اُس دودھ سے نہیں نکالیں گے۔"(44)

فائدہ: یہی جواب ہماری طرف سے سمجھ لیں اور خوب یاد رکھیں کہ اُن کی دوسری عبارات میں محبوبانِ حق تبارک وتعالیٰ اور اسلام کی ہزار تعریفیں ہوں مگر جب تک وہ توہین آمیز فقروں سے توبہ نہیں کریں گے کفر کا پھنداا ُن کے گلے کا ہار بنا رہے گا۔

فائدہ علمی: ہم نے کفر اُن کے گلے کا ہار اِس لئے کہا کہ ہم عباراتِ مذکورہ کو پڑھ کر یقین کر بیٹھے کہ وہ قائلین واقعی کفریہ عبارات کہہ گئے لیکن بعض قائلین کے لئے ہمیں معلوم نہیں کہ اُنہیں اِس کا علم تھا یا نہیں کیونکہ شریعت کا قاعدہ ہے کہ کفر دو قسم کا ہے لُزومِ کفر والتزامِ کفر۔

لُزومِ کفر کے معنی ہیں کفر کا لازم ہونا اور التزامِ کفر کے معنی ہیں کفر کو اپنے اوپر لازم کرنا بعض اوقات ایک کلام مُستَلْزِمِ کفر (کفر کی طرف لے جانے والا) ہوتا ہے مگر قائل کو اُس کا علم نہیں ہوتا یہ لُزومِ کفر ہے مگر جب اُسے بتادیا جائے کہ تیرے اِس کلام کو کفر لازم ہے اور وہ اُس کے باوجود بھی اُس پر اڑا رہے اور اپنے کلام میں لُزومِ کفر سے خبردار ہوکر بھی اُس سے رُجوع نہ کرے تو یہ التزام کفر ہوگا مثال کے طور پر تقویۃ الایمان کی وہ عبارات سامنے رکھ لیجئے جس میں مولوی اسماعیل دہلوی نے ہر چھوٹی بڑی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چوہڑے چمار سے زیادہ ذلیل کہا ہے ظاہر ہے کہ چھوٹی مخلوق سے عام مخلوق اور بڑی مخلوق سے خاص مخلوق انبیاء علیہم السلام، ملائکہ، مُقرّبین، محبوبانِ بارگاہِ ایزدی کے معنی بلا تامّل (فوراً) سمجھ میں آتے ہیں اور تمام بڑی مخلوق کا چوہڑے چمار سے زیادہ ذلیل ہونا مُستَلْزَم ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے اِسی طرح ہونے کو العیاذ باللہ چوہڑا چمار کہا کفرِ صریح ہے لیکن اگر ہم حُسنِ ظن سے کام لے کر یہ سمجھ لیں کہ امام ومولوی اِس سے بے خبر تھا تو یہ لُزومِ کفر ہوگا اور جب اُسے خبردار کردیا جائے کہ تیرا یہ کلام کفر کو مُستَلْزَم ہے مگر وہ اُس کے باوجود بھی اپنے اُس قول سے رجوع نہ کرے تو یہ التزامِ کفر ہے دہلوی کے متعلق تو تھوڑی دیر کے لئے ہم یہ تسلیم بھی کرسکتے ہیں کہ وہ اِس لُزومِ کفر سے غافل تھا اور اُسے کسی نے متنبہ بھی نہیں کیا اِس لئے یہ لُزومِ اِلتزام کی حد تک نہیں پہنچا لیکن اُس کے اَتباع واَذناب باربار تنبیہہ کئے جانے کے باوجود بھی اُس عبارت کو صحیح قرار دیتے ہیں اُن کے حق میں کیسے کہا جائے کہ وہ اِلتزامِ کفر سے بَری ہیں۔

انتباہ: ہر دور میں کفریہ عبارات کے قائلین کو اُن کے ہمعصر عُلماء کرام نے متنبّہ کیا اُن کے بعض اَہلِ حق نے رُجوع بھی کیا لیکن قسمت کے مارے ضد میں اَڑے رہے چنانچہ تاریخی شواہد ہمارے گواہ ہیں۔

---

44) (حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب از احمد علی لاہوری، ص74، انجمن خدام الاسلام حنفیہ قادریہ، جی ٹی روڈ، باغبان پورہ، لاہور)

سوال: مذکورہ بالا فرقوں کے اکابر کی اُن عبارات کے اِظہار واِشاعت کی کیا ضرورت ہے اِس زمانے میں اُن عبارات کی اِشاعت بلاوجہ شور وشر فتنہ وفساد کا مُوجِب ہے اور یہ بڑی حَماقت (بیوقوفی) ہے کہ اُن فرقوں کے ساتھ لڑائی مول لی جائے جب کہ وہ فرقے حکومت سے بڑے عُہدوں پر فائز اور کاروبار کے لحاظ سے اچھا اثر ورُسوخ رکھتے ہیں۔

جواب: علمی جوابات تو بار بار دیئے جا چکے ہیں ایک عقلی جواب جو کسی زمانہ میں ایک حَریف (مخالف) نے دوسرے کو اِسی سوال کے جواب میں کہا تھا کہ کیا جب ڈاکو کسی کے گھر میں گھس آئے تو گھر والا ڈاکو سے مقابلہ کرکے پنا مال اور اپنی جان نہ بچائے اور اگر مال اور جان بچانے کے لئے ڈاکو سے مقابلہ کرے تو پھر یہ کہنا صحیح ہے کہ گھر والا بڑا ہی بے انصاف ہے کہ ڈاکو سے لڑ رہا ہے۔

جواب: نبی کریم ﷺ نے فرمادیا تھا کہ اُن کی گردن اُڑا دو جو میرے دین کے باغی اور نبوّت کے گستاخ ہیں اور خود بھی اُن سے عاد وثمود کی لڑائی کا اعلان فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایسے باغی کو کبھی معاف نہیں فرماتے۔ فُقہائے کرام کے فتاویٰ ہم پہلے لکھ چکے ہیں ہم اُن کی گردن نہ اُڑائیں اور نہ اُن سے لڑیں کم از کم اُن کی غلطی تو عوام کو سمجھائیں تاکہ عوام اُن کی گندی عبارتوں سے گمراہ ہوکر جہنم کا ایندھن نہ بنیں کیونکہ ہمیں یقین ہے اُن گمراہ کُن عبارات کے قائل وعامل جہنم میں ضرور جائیں گے یہ تو ہمارا بڑا کارنامہ ہے کیونکہ جہاں ڈاکہ زنی ہورہی ہو اور خَلقِ خدا کو دونوں ہاتھوں لوٹا جارہا ہو وہاں ڈاکوؤں کا سُراغ لگانا اور علاقہ کا پہرہ دے کر ڈاکوؤں، چوروں سے عوام کی حفاظت کرنا کتنا بڑا ثواب ہے۔ مذکورہ بالا عبارات کے بڑے ڈاکو ایمان کے سرمایہ کو لوٹ رہے ہیں ہم اپنی اِستطاعت پر اُمّتِ حبیبِ خدا ﷺ کے ایمان کے سرمایہ کی حفاظت کررہے ہیں اور یہ ہماری ڈیوٹی ہے، ڈیوٹی والا اگر کوتاہی کرے تو حکومت کا غدار کہلاتا ہے ہم اپنے آقا نبی کریم ﷺ کے غمخوار ہیں آپ کی اُمّت کو ایسے ایمان کے ڈاکوؤں سے بچانا ہمارا فرض ہے اگر ہم سے کوتاہی ہوئی تو قیامت میں ہماری سخت سے سخت باز پُرس (گرفت) ہوگی باقی رہا اُن فرقوں کا حکومتی اثر ورُسوخ اور دینوی جاہ وجلال وہ ہمارے لئے رکاوٹ نہیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون جیسے سرکش سے نہ گھبرائے ایسے ہی ہر دور میں ہمارے اکابر کا حال رہا۔

سوال: اِس کا معنی یہ ہوا کہ آپ لوگوں کو کفر کی مشین چلانے کا شوق ہے۔

جواب: ہم نے تو کفر کی مشین نہیں چلائی بلکہ کفریہ عبارات ناظرین کو پیش کی ہیں، ناظرین کا اختیار ہے کہ وہ اُن عبارات سے جو سمجھیں ہمارا کام بتانا ہے نہ کہ بنانا، بنانا اللہ کا کام ہے کہ وہ جس طرح کسی کی بد قسمتی سے جس طرح بنائے۔

دیوبند میں کفر کی گن مشین: البتہ اسماعیل دہلوی نے دہلی کے ذریعہ دیوبند میں کفر کی مشین فٹ کی تھی اُس کے چند نمونے ملاحظہ ہوں:

کفر: زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دے دیا اُس کے سامنے دوزانو بیٹھ گئے تو یہ سب اَفعال اُس پیر کی عبادت کے ہوں گے جو اللہ کے نزدیک مُوجِبِ لعنت ہوں گے۔[45] (جواہر القرآن صفحہ ۶)

جو اُن کو کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ (جواہر القرآن صفحہ ۷۷)

---

[45]) (جواھر القرآن از افادات مولانا حسین علی مرتبہ غلام اللہ خان، تعظیم کی پہلی قسم، 1/9، کتب خانہ رشیدیہ، مدینہ مارکیٹ، راولپنڈی)

حواس باختہ: یاد رہے کہ یہ حضرات کفر کی گن مشین کو کچھ ایسے تیز رکھتے ہیں کہ نشانہ تو بناتے ہیں تو ہم غریب مسلمانوں کو لیکن "چاہ کندہ راچادر پیش" کے مطابق پہلے خود اُس کا نشانہ بنتے ہیں یہ موضوع خاصہ طویل ہے ہم اُس پر یہاں صرف دو مثالیں عرض کئے دیتے ہیں تفصیل مطلوب ہو تو فقیر کی کتاب "وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ" کا مطالعہ کیجئے۔

لعنتی کون؟ مولوی اشرف علی تھانوی اپنے ایک مُعتقِد کے لئے کہتا ہے کہ بے چارے مہذب آدمی تھے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔(افاضات جلد ۴ صفحہ ۵۶۱)

مشکوٰۃ کی باب الایمان کی پہلی حدیث میں حضرت جبریل علیہ السلام کا دوزانو بیٹھنے کو سب جانتے ہیں۔[46]

فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

اَحادِیثِ مبارکہ میں فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مُتعدّد بار ذکر ہے کہ فَبَرَكَ عُمَرُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ الخ[47]

یعنی رسول اللہ ﷺ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھے۔

تمام مُحَدّثین کرام: تمام مُحدّثین نے اپنی تصانیف میں ایک باب باندھا ہے کہ ہر مُحدّث اپنے اُستاد کے سامنے دوزانو بیٹھے (بخاری شریف) وغیرہ۔

گھر کی خبر: خُدّام الدین ماہنامہ لاہور میں کہ شاہ جی عطاء اللہ بخاری کا اپنا یہ حال تھا کہ حضرت احمد علی لاہوری کو گھنٹوں ہنساتے رہتے طرح طرح کی باتوں سے حضرت علیہ الرحمۃ کا دل بہلاتے اور اکثر ایسا ہوتا کہ فرطِ عقیدت (شدتِ عقیدت) سے کبھی حضرت مولوی احمد علی لاہوری کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے کبھی حضرت کی داڑھی چومنے لگتے۔(خدام الدین لاہور صفحہ ۱۸، ۷ دسمبر ۱۹۶۲ء)

سارا عالم اسلام کافر: بلکہ اُن کا لٹریچر (Literature) منصفانہ نگاہ سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ یہ سب کفر کا نشانہ بنانے کا اپنا اہم فریضہ سمجھتے ہیں۔

کراچی تا کعبہ: مولوی عطا اللہ بخاری احراری اپنے اَشعار میں بڑے ذوق سے لکھتا ہے:

زکاف کعبہ تاکاف کراچی　　　سراسر کفر و کفر دون کفر۔[48](سواطع الالہام مطبوعہ ملتان)

انکشاف: مسلمانوں کو کافر کافر کہنے کی باقاعدہ بنیاد خوارج نے رکھی کہ وہ اپنے سوا سب کو کافر و مشرک کہتے یہاں تک کہ اُن کے اِس فتویٰ سے صحابہ کرام بالخصوص سیّدنا عثمان غنی اور سیّدنا علی المرتضیٰ بھی نہ بچ سکے آج اُن کے نقش قدم پر ذیل فرقے گامزن ہیں۔

ابلیس کو ہوشیار سنی مخاطِب ہو کر کہہ دے:

بہر رنگے کہ خواہی جامہ ے پوش　　　من اندازِ قدت را ے شناسم[49]

---

[46] (مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، الفصل الأول، 9/1، الحديث2-(1) المكتب الإسلامي–بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

[47] (صحيح بخارى، كتاب العلم، باب من برك على ركبتيه عند الإمام أو المُحَدّث، 47/1، الحديث93، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

[48] (سواطع الالهام مجموعه كلام عطاء الله شاه بخارى، شعر 39، ص148، طبع اول، مكتبه ناديه، رجب المرجب 1374هـ مارچ 1955ء)

[49] (تُو چاہے کس رنگ کا کپڑا اپہن کر آ جائے، میں تیرا قد پہچانتا ہوں اسلیے میں تجھے پہچان لونگا۔(ن اُویسی)

نقشه

نوٹ: خارجیت نے یہ روپ ہمارے زمانے تک اِن صورتوں سے دھارا ہے نامعلوم آگے چل کر کتنا رنگ بدلتے ہیں اِس لئے کہ اِس فرقے نے دجال لعین کا ساتھ بھی دینا ہے تفصیل اور دلائل اور حوالہ جات فقیر کی تصنیف ''ابلیس تا دیوبند'' میں پڑھیئے۔

مذکورہ بالا ٹولیاں مسلمانوں کو کافر کہنے میں بے باک ہیں آزما کر دیکھئے۔ اُویسی غفرلہ

قرآن اور مسلمان: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے خصوصیت سے اِس کی تاکید فرمائی کہ محض وہم و گمان سے کسی کو کافر نہ کہہ دیا جائے جس میں مسلمانی طریقہ موجود ہو اُسے مسلمان ہی جانو ہاں جب اُس کے کفر کا یقین ہو جائے یا کفریہ علامات پائی جائیں تو کافر نہ کہنا خود کفر کے گڑھے میں چھلانگ لگانا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا

(پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۹۴)

ترجمہ: اے ایمان والو جب تم جہاد کو چلو تو تحقیق کر لو اور جو تمہیں سلام کرے اُس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں تم جیتی دنیا کا اسباب چاہتے ہو تو اللہ کے پاس بُہتیری (بہت) غنیمتیں ہیں پہلے تم بھی ایسے ہی تھے پھر اللہ نے تم پر احسان کیا تو تم پر تحقیق کرنا لازم ہے بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

فائدہ: صدرالافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اِس آیت کے تحت لکھا کہ "حدیث میں ہے سیّدِ عالم ﷺ جب کوئی لشکر روانہ فرماتے حکم دیتے کہ اگر تم مسجد دیکھو یا اذان سنو تو قتل نہ کرنا۔[50]

مسئلہ: اکثر فُقہاء نے فرمایا کہ اگر یہودی یا نصرانی یہ کہے کہ میں مومن ہوں تو اُس کو مومن نہ مانا جائے گا کیونکہ وہ اپنے عقیدہ ہی کو ایمان کہتا ہے اور اگر "لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ" کہے جب بھی اُس کے مسلمان ہونے کا حکم نہ کیا جائے گا جب تک کہ وہ اپنے دین سے بیزاری کا اظہار اور اُس کے باطل ہونے کا اعتراف نہ کرے اِس سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی کفر میں مبتلا ہو اُس کے لئے اُس کفر سے بیزاری اور اُس کو کفر جاننا ضروری ہے۔"

شانِ نزول: حضرت صدرالافاضل قُدّسَ سِرّہ نے اِس آیت کا شانِ نزول نقل فرمایا کہ "یہ آیت مَرْدَاس بن نَہِیْک کے حق میں نازل ہوئی جو اَہلِ فِدک میں سے تھے اور اُن کے سوا اُن کی قوم کا کوئی شخص اسلام نہ لایا تھا اُس قوم کو خبر ملی کہ لشکرِ اسلام اُن کی طرف آرہا ہے تو قوم کے سب لوگ بھاگ گئے مگر مَرْدَاس ٹھہرے رہے جب اُنہوں نے دور سے لشکر کو دیکھا تو بایں خیال کہ مَبادا (ہو سکتا ہے) کوئی غیر مسلم جماعت ہو یہ پہاڑ کی چوٹی پر اپنی بکریاں لے کر چڑھ گئے جب لشکر آیا اور اُنہوں نے اللہ اکبر کے نعروں کی آوازیں سنیں تو خود بھی تکبیر پڑھتے ہوئے اُتر آئے اور کہنے لگے "لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ" السلام علیکم مسلمانوں نے خیال کیا کہ اَہلِ فدک تو سب کافر ہیں یہ شخص مُغالطہ دینے کے لئے اظہارِ ایمان کرتا ہے بایں خیال اُسامہ بن زید نے اُن کو قتل کر دیا اور بکریاں لے آئے جب سیّدِ عالم ﷺ کے حضور میں حاضر ہوئے تو تمام ماجرا عرض کیا حضور ﷺ کو نہایت رنج ہوا اور فرمایا تم نے اُس کے سامان کے سبب اُس کو قتل کر دیا اُس پر یہ آیت نازل ہوئی اور آپ ﷺ نے اسامہ کو حکم دیا کہ مقتول کی بکریاں اُس کے اَہل کو واپس کریں۔"[51]

روح البیان: صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ مزید تفصیل سے شانِ نزول بیان فرماتے ہیں کہ

---

[50] (تفسیر خزائن العرفان، النساء: 94)

[51] (تفسیر خزائن العرفان، النساء: 94)

شانِ نزول: یہ آیت مَرْدَاس بن نَہِیک جو اَہلِ فدک میں سے تھے کے حق میں نازل ہوئی اپنی قوم میں صرف یہی مسلمان ہوئے اور اُن کی باقی برادری ابھی تک اسلام سے شرف یاب نہیں ہوئی تھی حضورِ اکرم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا جس کے امیر حضرت غالب بن فضالہ اللیثی تھے تاکہ اُن لوگوں سے جہاد کریں۔ جب یہ لشکر وہاں پہنچا تو یہ لوگ اپنے گھوڑوں کو چھوڑ کر بھاگ نکلے لیکن حضرت مَرْدَاس بن نَہِیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِس ارادہ پر کہ میں مسلمان ہوں مجھے یہ لوگ کچھ نہیں کہیں گے جب لشکر فدک کے قریب پہنچا تو جاتے ہی نعرۂ تکبیر کہا حضرت مَرْدَاس بن نَہِیک نے جوابی نعرہ کہا اور وہ اُس وقت پہاڑ کی چوٹی میں تھے اور آپ کے ہاں بکریوں کا ریوڑ تھا۔ وہ اَہلِ اسلام کو دیکھتے ہی خوشی سے بکریاں لے کر نیچے آئے اور کہا: "لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ " (ﷺ) اور اُنہیں السلام علیکم بھی کہا لیکن اُس کے باوجود حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں شہید کر کے اُن کی بکریاں لے کر حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچے اور آپ کو تمام ماجرا سنایا۔ آپ واقعہ سن کر نہایت غمگین ہوئے اور فرمایا کہ تم نے اُسے ارادۃً اور قصداً شہید کیا ہے صرف اِس نیّت پر کہ اُس کی بکریاں ہاتھ لگ جائیں حالانکہ تم سن رہے کہ وہ پڑھتا تھا: "لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ " (ﷺ) حضرت اُسامہ نے عرض کی کہ وہ خوف کے مارے کلمہ پڑھ رہا تھا اُس کے دل کی نیّت نہیں تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ اُس نے تلوار کے خوف سے کلمہ پڑھا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

هلا شققت عن قلبه فنظرت أصادق هو أم كاذب؟ [52]

یعنی کیا تم نے اُس کا دل چیر کر دیکھا تھا کہ وہ سچا تھا یا جھوٹا۔

اُس کے بعد حضرت اُسامہ کو یہی آیت پڑھ کر سنائی۔ حضرت اسامہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آپ میرے لئے اِستغفار کیجئے آپ نے جواب دیا اُس کے کلمہ کیا جواب ہوگا جو اُس نے کہا تھا: "لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ " (ﷺ) اور یہی بات آپ دہراتے رہے۔ حضرت اسامہ فرماتے ہیں کہ اُس جلال و غضب اور بار بار اُس کلمہ کے دہرانے سے میں آرزو کرتا تھا کہ کاش اِس سے قبل میں مسلمان نہ ہوتا یہ دولت مجھے نصیب نہ ہوتی تاکہ نہ اتنی بڑی غلطی ہوتی اور نہ حضورِ اکرم ﷺ ناراض ہوتے۔ پھر میرے لئے اِستغفار فرمائی اور حکم صادر فرمایا کہ اُس کی بکریاں واپس کر دو اور مجھے فرمایا کہ ایک غلام آزاد کر دو۔ [53]

تبصرہ اُویسی غفرلہ: فتوائے کفر کے شوقین ظالم مفتی اِس آیت مع تفسیر کو غور سے پڑھیں کہ خدا اور سول (جل جلالہ و ﷺ) اُس شخص پر کتنا ناراض ہوتے ہیں جو شِعارِ اسلامی سے مزین مسلمان کو محض اپنے نظریہ کے خلاف دیکھ کر کافر، مشرک، بدعتی کے فتوے چالو کر دیتے ہیں تجزیہ کر لیں کہ کوئی مسلمان کہے: المدد یارسول اللہ ﷺ یا وہ کسی مزار پر حاضری دے، حضورِ اکرم ﷺ اور اَولیائے کرام کے لئے عقیدت کا اظہار کرے اُن کے لئے تعظیم و تکریم کی باتیں کرے تو فوراً ظالم مفتی پکار اُٹھے گا: یہ مشرک ہے اگرچہ وہ توحید و رسالت کی گواہی قسمیں کھا کر دے اور شعارِ اسلامی کا پابند ہو اِس سے کوئی کفر و شرک کی علامت نہ بھی ہوئی ہو تب بھی فتوائے شرک سے بچ کر نہ نکلے گا لیکن ان ظالم مفتیوں کو کون سمجھائے کہ اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ نے اپنے

---

52) یہ حدیث روح البیان میں ہی بیان کی گئی ہے جبکہ المعجم الکبیر میں فھلا کے الفاظ ہیں۔

(المعجم الكبير ,باب الجيمس, اسمه جندب, جندب بن عبد الله بن سفيان البجلي, شهر بن حوشب عن جندب, 177/2, الحديث1723, مكتبة ابن تيمية , القاهرة)

53) (تفسيرروح البيان, النساء :94, 263/2, دار الفكر بيروت)

محبوب حضرت اسامہ سے اتنی ناراضگی ظاہر فرمائی کہ وہ کہتے: کاش میں اِس واقعہ کے بعد ہی مسلمان ہوتا لیکن یہ کفروشرک کے ظالم مفتی بات بات پر کفر وشرک کی رٹ لگائے پھرتے ہیں وہ ابھی سے سوچ لیں کہ تمہارے اِس فتویٰ پر اتنی سخت سزا ملے گی کہ بول اُٹھوگے: ''يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا''.[54]

کفروشرک کے ظالم مفتیوں کے متعلق نبی پاک ﷺ کی پیشینگوئیاں:

دورِ سابق وحاضر کے ظالم مفتی جو امت مصطفی ﷺ کو قدم قدم پر کفر وشرک کے فتویٰ سے داغتے ہیں ان کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے صدیوں پہلے خبر دے دی تھی چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

حذیفہ بن یمان رازدانِ رسول اللہ ﷺ سے مَروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تم پر اُس شخص کا ڈر ہے جو قرآن پڑھے گا جب اُس پر قرآن کی رونق آجائے گی اور اسلام کی چادر اُس نے اوڑھ لی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اُسے جدھر چاہے بہکا دے گا وہ اسلام کی چادر سے صاف نکل جائے گا اور اُسے پسِ پشت ڈال دے گا اور اپنے پڑوسی پر تلوار چلانا شروع کردے گا اور اُسے شرک سے منسوب مُتّھم کردے گا یعنی شرک کا فتویٰ لگائے گا۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ شرک کا حقدار زیادہ کون ہے شرک کی تہمت لگایا ہوا یا شرک کی تہمت لگانے والا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شرک کی تہمت لگانے والا شرک کا زیادہ مستحق ہے۔[55] (تفسیر ابن کثیر)

فائدہ: یہ حدیث صحیح اور اُس کی سند جیّد ہے امام احمد بن حنبل و یحییٰ بن مَعین رحمہااللہ تعالیٰ ناقدینِ حدیث نے اُس کی توثیق (تصدیق) کی ہے۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ: اِس حدیث شریف میں شرک وکفر کے مفتیوں کا صدیوں پہلے حضور اکرم ﷺ نے ایسی واضح نشانی بتائی ہے جسے ہر ادنیٰ سمجھ رکھنے والا بھی کسی قسم کا شک وشبہ نہیں کر سکتا مثلاً فرمایا کہ شرک وکفر کا مفتی قرآن دان اور اسلام کا ٹھیکیدار ہوگا جس کی زندگی اسلام اوڑھنا بچھونا ہوگی لیکن اسلام سے خارج ہوجائے گا اور اپنے پڑوسی پر تلوار چلائے گا یہ پیشینگوئی محمد بن عبدالوہاب نجدی پر فٹ آتی ہے کہ اُس نے خود کو اسلام وقرآن سے سنوارا لیکن اسلام سے صاف نکل گیا اور اپنے پڑوسی پر تلوار بھی چلائی تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ''کیا سنی مسلمان مشرک ہے؟'' اب اُس کے تمام چیلے چانٹے جن کا فقیر نے گذشتہ اوراق میں نقشہ پیش کیا ہے اُن کا حال بھی یہی ہے کہ وہ خود قرآن واسلام سے خوب سنوارتے ہیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ بس یہی قرآن واسلام کے عاقل ہیں لیکن اسلام سے خارج ہیں اور اپنے سوا باقی فرقوں کے لئے چاہتے ہیں کہ اُنہیں کچا کچا کھائیں اور جہاں اُن کا بس چلا مسلمانوں کے خون سے خوب ہاتھ رنگا اور اُنہیں مشرک وکافر سمجھ کر اُنہیں قتل کیا تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ''وہابی دیوبندی کی نشانی'' اور شرک کے فتویٰ کے اتنے شوقین کہ مسلمانوں کی بات بات پر شرک کا فتویٰ دیتے ہیں اور مشرک کے مستحق اِس لئے ہیں کہ ابتدا میں فقیر نے حدیث نقل کی ہے کہ کسی کو کافر کہے اور وہ درحقیقت کافر نہ ہو تو وہ کفر (شرک، لعنت وغیرہ) لوٹ کر قائل کو کافر وغیرہ بنا دیتا ہے۔

بہر حال اُن لوگوں کا مسلمانوں کو کافر ومشرک کہنا بھی حضور اکرم ﷺ کا معجزہ ہے جو آپ نے صدیوں پہلے اُن کے متعلق خبر دی جو آج ہمارے دور میں اِس معجزے کا بطریقِ اَتم ظُہور ہے۔

مبارک ہو تمہیں ایے خوش بخت سنیو:

---

[54] النبأ:40 ترجمہ: ہائے میں کسی طرح خاک ہوجاتا

[55] (قصص القرآن لابن کثیر. قصة بلعم بن باعوراء، ص85. دار الكتب العلمية بيروت. 2010م)

حدیثِ مذکور میں جہاں شرک وکفر کے ظالم مفتیوں کے متعلق پیشینگوئی فرمائی وہاں یہ بھی واضح فرمایا دیا کہ جنہیں مشرک کہا جائے گا وہ مشرک نہیں بلکہ سچے پکے مسلمان ہوں گے چنانچہ اِس حدیثِ پاک کے اِجمال کو دوسرے مقام پر واضح طور پر صراحۃً ارشاد فرمایا۔ بخاری شریف و مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۵ میں ہے حضور اکرم ﷺ نے ایک طویل حدیث میں فرمایا کہ

مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا[56]

یعنی اللہ کی قسم مجھے تمہارے متعلق کوئی خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن مجھے خوف ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرو گے۔

فائدہ: اِس حدیث شریف کے علاوہ دیگر متعدّد روایات اِس طرح اور اِس کی تائید میں فقیر نے رسالہ ''کیا سنی مسلمان مشرک ہیں؟'' میں قسم کھا کر بیان فرمایا کہ بدبخت شکی اُمّتی شک نہ کرے لیکن اُس بدبخت سے نہ صرف شک کیا بلکہ بد قسمت نے ارشادِ نبوی کے خلاف بغاوت کر دی کہ تمام اُمّت کو شرک وکفر کے فتویٰ سے داغ دیا۔

ہم بھی مجبور ہو کر کہتے ہیں کہ ا ِن بدبختوں کو رسول اللہ ﷺ کی قسم پر اعتبار نہیں ہمیں اِنہی کے ایمان پر اعتبار نہیں۔

حضور اکرم ﷺ کا فرمان کہ میرے بعد مشرک نہیں ہو گے یہ قیامت کے تمام اُمّتیوں کے لئے شرک سے بیزاری کی نوید ہے کیونکہ علمِ نحو ولغت میں لفظ ''بعد الی الانھایۃ'' کے لئے مُستعمل ہوتا ہے اِس سے صرف صحابہ کرام کا زمانہ مراد لینا علمی خیانت یا اپنی جہالت وسَفاہت کا اظہار ہے۔

دوسرا جملہ پہلے جملہ کی واضح تائید ہے یعنی دنیا میں رَغبت کرو گے لیکن شرک نہیں کرو گے یہ معجزہ اتنا روشن ہے کہ سورج کی روشنی میں بھی اتنا چمک نہیں اِس لئے کہ دیکھ لیجئے کہ ہر کوئی دنیا کے اُمور میں کتنا مُنہمک (مشغول) ہے اتنا اِنہماک کہ گویا سر کھجانے کی بھی فُرصت نہیں تو ثابت ہوا کہ دونوں معجزے حق ہیں کہ اُمّت شرک نہیں کرے گی لیکن دنیوی مشاغل میں مُنہمک ہو گی اور یہ دونوں باتیں حق الیقین کا درجہ رکھتی ہیں۔ "ولکن الوھابیۃ قوم لا یعقلون"

آخری گزارش:

فقیر نے اپنے موضوع کو خوب نبھایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے رسول اللہ ﷺ بہت زیادہ اور سخت تاکید فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو کافر نہ کہو اور ساتھ ہی یہ بھی واضح کیا کہ مسلمانوں کو کافر کہنے والی ٹولیاں آج بھی موجود ہیں اور صدیوں پہلے اُن کے متعلق رسول اللہ ﷺ واضح طور پر علامات و نشانات بھی بتائے جنہیں فقیر نے اِس رسالہ میں مختصراً اور وہابی دیوبندی کی نشانی مُفصّلاً (تفصیلاً) عرض کی ہے اِسی لئے سنی مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے مسلکِ حق اَہلِ سُنّت پر مضبوطی سے قائم رہے اور کافر و مشرک فرقوں سے دور بھاگے۔

وَصَلَّى اللهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

وماعلینا الا البلاغ

---

[56] (صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب في الحوض، 2408/5، الحديث 6218، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

(صحيح مسلم، كتاب الفضائل باب إثبات حوض نبينا صلى الله عليه و سلم وصفاته، 1795/4، الحديث 2296، دار إحياء الكتب العربية)

هذا آخر ما رقمه قلم

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** غفرلہٗ

بہاولپور پاکستان

شب جمعرات ۱۱ بجے

۱۳ شوال المکرم ۱۴۲۰ھ، ۲۰ جنوری ۲۰۰۰ء